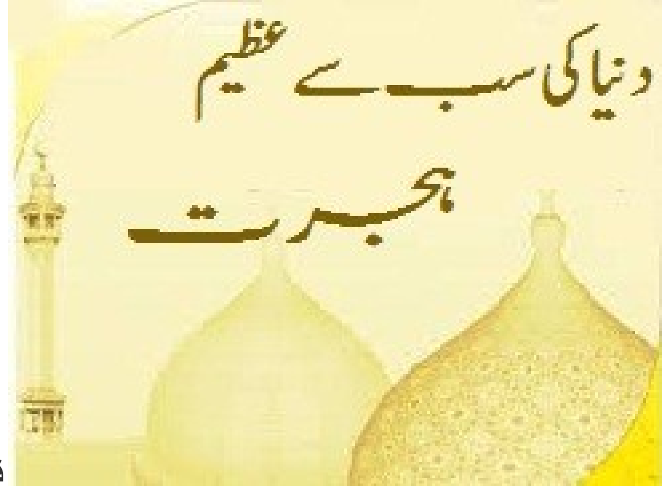
Madani life Hazrat Muhammad ﷺ

دنیا کی سب سے عظیم ہجرت



قمری تقویم کے مطابق نیا ہجری سال شروع ہوچکا ہے۔جوحقیقت میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کی یادگار ہے ۔ وہ ہجرت جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی23 سالہ زندگی میں ایک عظیم انقلابی اقدام ہے ۔وہ ہجرت جسکے بعداسلام کی شان وشوکت قائم ہوئی اور الفت ومحبت کی بنیاد پراسلامی معاشرہ کی تشکیل عمل میں آئی۔ وہ ہجرت جوفتح مکہ کی تمہید ثابت ہوئی اور اسلام ایک عالمگیر قوت کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آیا۔

لفظ ہجرت سے شاید آپ نامانوس نہ ہونگے؟ دین وایمان کو بچانے کے لئے اپنے محبوب وطن کو خیرباد کہہ کر دوسری جگہ منتقل ہوجانے کا نام ہجرت ہے ۔ لیکن آج ہم جس ہجرت کی بات کریں گے وہ اس نبی کی ہجرت ہے جن سے افضل انسان اس دھرتی پر پیدا نہیں ہوا ، جو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا مخلص ، ہمدرد ، اور غمگسارتھا، جس نے انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھایا، جس نے رنگ ونسل کے بھیدبھاؤ کومٹایا ، جس نے سارے انسانوں کو ایک دین ،ایک اللہ،اور ایک نظام حیات پر جمع کردیا اور محض 23 سال کی مختصرمدت میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی اس وقت پوری دنیا بالخصوص عرب اخلاقی اور دینی اعتبارسے دیوالیہ ہوچکا تھا ۔ اہل وطن کے بیچ ایسی پاکیزہ اور بے داغ زندگی گذاری کہ تاریکیوں میں روشن چراغ بنے رہے ۔ سچائی اور امانت داری ایسی کہ امین وصادق کے لقب سے پکارے گئے۔

آج عمر کی چالیس بہاریں دیکھ چکے ہیں ۔غارحرامیں جبریل امین آتے ہیں اور آپ کو منصب نبوت پر فائز کردیا جاتا ہے ۔۔شروع میں تین سال تک لوگوں کو رازداری کے ساتھ ، چھپ چھپاکر دعوت دیتے رہے ۔ پھرحکم آیاکہ اے نبی ! دین حق کا اعلان کردیجئے ۔ اب کیا تھا ؟ دعوت کے لیے کمر کس لیتے ہیں ، رات

ودن آپ کا یہی مشغلہ ہے ، پہاڑی پر ، منڈیوں میں ، میلوں میں ہرجگہ جاتے ہیں ، لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں ۔

لیکن ذرا سوچئے تو سہی وہ قوم جو 260 بتوں کے سامنے سر ٹیکتی تھی، انہیں کب بھاتا کہ لوگ بت پرستی ترک کردیں۔ چنانچہ دشمن آپ کے پیچھے لگ گئے، آپ کو پاگل اور دیوانہ کہا، اور آپ کی بات سننے سے لوگوں کو روکنے لگے ۔ پھرجولوگ آپ پر ایمان لائے تھے ان کو ایسی ایسی تکلیفیں دی گئیں جنہیں سنکرکلیجہ پھٹنے لگتاہے۔ چلچلاتی دھوپ میں لٹاکر چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیاجاتا ، لوہے کو آگ پر گرم کرکے اس سے داغاجاتا ۔ دہکتے کوئلے پر چت لٹاکران کی چھاتی پر پاؤں رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔ کسی کو لوہے کی زرہ پہناکر گلے میں باندھ دیتے اور لفنگوں کے حوالے کردیتے جوانہیں گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے ۔ کتنے ہی اس عذاب کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے ۔ اور کتنوں کی آنکھیں ضائع ہوگئیں ۔ لیکن کیا مجال کہ کسی ایک نے بھی کلمہ کفر زبان پر لایا ہو۔

جب پانی سر سے اونچا ہوگیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے صحابہ کرام کی ایک جماعت ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرگئی۔ جہاں کا بادشاہ نیک دل تھا۔ البتہ آپ اپنے کام میں مسلسل لگے رہے ۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام سے رکنے والے نہیں ہیں ... تو نبوت کے ساتویں سال آپ کا سماجی بائیکاٹ کردیا ، تین سال تک ابو طالب کی گھاٹی میں محصور رہے ،جہاں بھوک کی شدت سے پتوں اور درختوں کی چھا ل تک چبانے کی نوبت آگئی ۔

بعثت کے دسویں سال قریش اور ڈھیٹ ہوگئے، کیونکہ آپ کے چچا ابوطالب ۔ جوآپ کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتے تھے ۔دنیا سے جاچکے تھے ۔کوئی راستے میں کانٹے بچھا رہا ہے ، تو کوئی دروازے پر گندگیاں پھینک رہا ہے ۔ کوئی بد تمیزی سے سرپر مٹی ڈال رہاہے۔ توکوئی گلے میں چادرلپیٹ کر اسقدر اینٹھتا ہے کہ آپ کا دم گھٹنے لگتاہے۔

جب مکہ کی گلیاں اجنبی ہوگئیں تو آپ نے طائف کا رخ کیا کہ شاید اہل طائف اسلام کو اپنالیں لیکن وہاں کی زمین اور سخت ثابت ہوئی ،وہاں کے لوگوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی ہی نہیں کی ؑ اپنے اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگادیا جنہوں نے پتھر سے مار مار کر آپ کو لہولہان کردیا ، جب زخموں سے چور ہوکر بیٹھ جاتے تویہ درندہ صفت انسان بازو تھام کر آپ کو اٹھاتے ۔ پھر پتھر برسانا شروع کر دیتے ۔

مخالفتوں کے اسی طوفان میں نبوت کے گیارہ سال گذرجاتے ہیں.... جب ہرجگہ مخالفت ہونے لگی توآپ کی توجہ ان قافلوں کی طرف مرکوز ہوگئی جو مکہ میں حج کے لیے یا تجارتی لین دین کے لیے آیا کرتے تھے ، آپ راز داری کے ساتھ اُن سے ملتے اور اُن لوگوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کرتے تھے۔

اِسی دوران یثرِب یعنی مدینہ کے چھ لوگوں نے اسلام قبول کرلیا،.. ایک سال بعد موسم حج میں بارہ آدمی آئے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی ، پھر دوسرے سال موسم حج میں 73 مرد اور 2 عورتیں آئیں، ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو مدینہ

آنے کی دعوت بھی دی ۔ جب وہ یثرب لوٹنے لگے توآپ نے ان کے ہمراہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بحیثیت داعی روانہ کردیا ۔ چنانچہ آپ کی کوشش سے وہاں مسلمان اچھی خاصی تعداد میں ہوگئے ۔

اس طرح صحابہ کرام کو ایک پناہ گاہ مل چکی تھی، انہیں دین کی حفاظت مطلوب تھی ، چنانچہ صحابہ کرام چپکے چپکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے، دین کی حفاظت کے لیے انہوں نے اپنا مال واسباب ، گھر بار ، بیوی بچوں ، تجارت وکاروبار سب کچھ قربان کردیا۔ لیکن قریش جو اسلام کے درپے آزار تھے انہیں کب بھاتا کہ مسلمانوں کو امن وسکون سے مدینہ میں زندگی گذار تے دیکھیں۔

چنانچہ انہوں نے فورا قریش کی پارلیمنٹ دار الندوۃ میں ایک میٹنگ طلب کی ، جس میں اس بات پراتفاق ہوا کہ" مکہ کے تمام قبائل سے ایک ایک طاقت ور نوجوان کا انتخاب کیا جائے ، اور رات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرکا محاصرہ کرلیا جائے ، اور جس وقت وہ صبح بیدا رہوکر اپنے گھر سے باہر نکلیں تو سب ایک ساتھ ان پر حملہ کردیں تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ۔ اس طرح نعوذباللہ دین محمدی کا صفایا ہوجائے گا"۔

چنانچہ پلان کے مطابق آج کی رات آپ کے گھر کی گھیرابندی ہوچکی تھی،ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے حبیب کو کافروں کے منصوبے کی اطلاع دے دی تھی ۔ چنانچہ آدھی رات گذرنے کے بعد آپ کو حکم دیاگیا کہ آپ اِسی وقت سفر ہجرت پر روانہ ہوجائیں ، آپ نے اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونے کا حکم دیا اور اہل مکہ کی امانتیں ان کے حوالے کرتے ہوئے تاکید کی کہ ایک ایک کی امانتیں لوٹا کر مدینہ پہنچ جانا ۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ پائے گی ۔ آپ اپنے گھر سے باہر آئے ، مٹھی بھر مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالتے ہوئے ان کے بیچ سے نکل گئے ۔اس طرح آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے ،انہیں رفیق سفر بنایا، اور بلاتاخیر غار ثور پہنچ گئے۔

ادھر محاصرہ کرنے والے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ آج تو اسلام کا خاتمہ ہی ہوجائے گا لیکن ان نادانوں کو کیا پتہ تھا کہ حضور ان کے درمیان سے نکل چکے ہیں ۔۔ دھوپ نکلنے تک انتظار میں رہے ، جب تھک ہار کر گھر میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ۔

اب کیا تھا؟ دارالندوہ سے اعلان ہوا کہ" جو کوئی محمد اور ابوبکر کو زندہ یا مردہ کسی بھی حالت میں پیش کرے اُسے سو اونٹنیاں انعام میں دی جائیں گی "۔

یہ انعام کوئی معمولی نہیں تھا ، چنانچہ قریش کے نوجوان آپ کی تلاش میں نکل گئے ۔ مکہ اور اس کے اطراف واکناف کا چپہ چپہ چھان مارا ، یہاں تک کہ وہ جبل ثور کے اس غار تک بھی پہنچ گئے جس میں یہ دونوں مقدس ہستیاں چھپی تھیں ، عالم یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی نظر بھی نیچی کرلیتا تو آپ دونوں کو دیکھ سکتا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق گھبرا گئے اور کہنے لگے : یا رسول اللہ ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کو بھی دیکھ لے تو ہم دونوں کو پالے گا ۔ آپ صلی اللہ علیه وسلم نے فرمایا : ابوبکر ! ان دو آدمیوں

کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے ۔لاتحزن ان اللہ معنا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ، اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن تک غار میں چھپے رہے ، تین دن کے بعد عبد اللہ بن اریقط دونوں اونٹنیاں لے کر غار کے دہانے پر پہنچ گیا ، چنانچہ یہ چھوٹا سا قافلہ پوری تیاری اور منظم منصوبہ بندی کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوا۔ سفر کے تین دن گذر چکے تھے، تیسرے دن سراقہ بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنه کو دور سے دیکھا۔ انعام کی لالچ میں آپ سے قریب ہونا چاہا تو کئی بار اس کی اونٹنی کا پیرزمین میں دھنس گیا، بالآخر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانہ امن حاصل کرلیا ۔

اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند دنوں میں قبا ء پہنچ گئے جہاں کچھ دنوں قیام فرمایا اور اِسی قیام کی مدت میں آپ نے مسجد قبا کی تعمیر فرمائی ۔ یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام میں بنائی گئی ، آج بھی یہ مسجد مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے ۔ ادھر مدینہ میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچ چکے ہیں ۔اور جلد مدینہ تشریف لانے والے ہیں ۔ مدینہ کے مسلمان ہر دن آپ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر آتے اور دھوپ کے تیز ہونے تک انتظار کرکے چلے جاتے ، یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس دن کا شدت سے انتظار تھا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یثرب پہنچ چکے تھے ۔آج کے دن سے یثرب مدینہ بن گیا۔ سارا مدینہ خوشی سے جھوم رہا تھا ۔ کیا بچے ،کیا جوان ، اورکیا بوڑھے سب دیدہ ودل فرش راہ کیے تھے ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : " میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے زیادہ روشن ، معطر اور پر مسرت دن نہیں دیکھا،اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے زیادہ تاریک ، المناک اور افسردہ دن کوئی دیکھا ہے ،،

محترم قارئین ! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہجرت نبوی میں ہمارے لیےکیا پیغام ہے ؟ آئیے ذرا اس پر بھی ایک نظر ڈال لیں

(1) ہجرت میں سب سے پہلے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ صبر اور یقین ؛نصرت اور غلبہ کا راستہ ہے : نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ میں ظلم و ستم سہتے سہتے تیرہ سال کی طویل مدت گزارچکے تھے ، چنانچہ اللہ تعالی نے ہجرت مدینہ کے بعد اُن پر نصرت وغلبہ کا دروازہ کھول دیا۔

(2) ہجرت کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ جولوگ اللہ پر توکل اور یقین کرتے ہیں اللہ تعالی اُن کے لیے کافی ہوتا ہے: ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کے لیے کافی ہے“ (الطلاق:3)

(3) ہجرت کا تیسرا پیغام یہ ہے کہ حب رسول کے سامنے ساری محبتیں ہیچ ہیں : چنانچہ اِس کا ایک نمونہ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں جھانک کردیکھئے ۔ ہجرت کے موقع سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو اطلاع دی کہ آپ نے انہیں رفیق سفرچنا ہے توابوبکرؓ کی آنکھیں خوشی سے چھلکنے لگیں۔۔ یہ محض کنایہ نہیں حضرت عائشہؓ کی چشم دید گواہی سنئے ۔ فرأیت أبا بکر یبکی ‘ وما کنت أحسب

أن أحدا يبكى من الفرح (السيرة النبوية لابن ہشام 2 /93) میں نے دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ (رفاقت کی خبر سن کر خوشی سے) رو رہے ہیں اور اِس سے پہلے مجھے اِس بات کا تصور تک نہ تھا کہ کوئی خوشی و مسرت کی وجہ سے روتا ہوگا ۔

اور پھریہ محبت ہی تو تھی کہ غار کی بِل پر اپنا پیررکھ دیتے ہیں کہ ایسا نہ ہوکوئی موذی جانور آپ کو تکلیف پہنچائے ،اور جب بچھو ڈنک مار دیتا ہے تو ہلتے بھی نہیں ہیں کہ مبادا آپ کی نیند میں خلل آجائے ،یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے ٹپکنے والا آنسو ہی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کر پاتا ہے ۔ سبحان اللہ کےسی محبت تھی ان اللہ والوں کو اپنے حبیب سے ۔

(4) واقعہ ہجرت میں سب سے نمایاں کردار انصارمدینہ کا دکھائی دیتا ہے جنہوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا ،پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ہجرت مدینہ کی دعوت دی، حالانکہ وہ دعوت دیتے وقت بخوبی جان رہے تھےکہ اُس کے نتیجے میں انہیں تمام عرب کی دشمنی مول لینی ہوگی ۔ یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حاکم تسلیم کیا اورآپ کی وفادار رعیت بن گئے ، مہاجرین مسلمانوں کو اپنا بھائی بنایا ، اپنے مال واسباب اور جائداد تک میں ان کو شریک کیا ... ایسے ایثار کی مثال تاریخ کے کسی دور میں نہیں ملتی ۔

اخیرمیں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ بارالہا توہم سب کو پیارے نبی کے اسوہ حسنہ کو اپنانے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما .. آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی نبینامحمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

ہجرت نبوی: دروس و اسباق



ہجری سال نوکےآغازمیں ہرمسلمان کا ذہن اس تاریخی ہجرت کی طرف مرکوزہو جاتا ہے جس نےرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳سالہ دعوتی

جدوجہد میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا اورجو سیاسی، اقتصادی،معاشی اورآفاقی امن وسکون سے لبریززندگی کا نقطہ آغازبنی ۔آج ہم آپ کے سامنے ہجرت کے انہیں چنداغراض ومقاصد اوراس کے دروس واسباق پیش کریں گے:

ہجرت کیا ہے ؟

ہجرت نام ہے دین کی خاطر ایسی جگہ منتقل ہوجانے کاجہاں اسلامی شعائرکی ادائیگی ممکن نہ ہو، لیکن ہجرت نبوی عام ہجرتوں سے بالکل الگ نوعیت کی ہجرت تھی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت آرام وراحت کے حصول کے لیے نہیں تھی اورنہ آپ کا مقصد طلب شہر ت، حصول جاہ ومنصب اور حب سلطنت تھا ۔خوداشراف قریش آپ کو حاکم بنانے اور آپ کے قدموں تلے مال وزر کے ڈھیر بچھانے لیے تیار تھے ،لیکن آپ کا مقصد اُس سے حد درجہ اعلی ورافع تھا ،اِسی لیے جب آپ کے چچاابوطالب نے آپ کے پاس آکر اُن کے معبودوں سے تعرض نہ کرنے کی گزارش کی توآپ نے عزم وہمت کا پیکر بن کرکہا:

یا عَمِّ ! و اللهِ لو وضَعُوا الشمسَ في يَمينِي ، و القَمَرَ في يَسارِي ، على أنْ أترُكَ هذا الأَمرَ حتى يُظهِرَهُ اللّٰهُ أوْ أهلِكَ فيه ما تَرَكْتُهُ (ضعفہ الالبانی فی الضعیفۃ 909)

چچا جان ! بخدا اگر وہ ہمارے دائیں ہاتھ میں سورج اوربائیں ہاتھ میں چاند بھی لاکر رکھ دیں پھربھی میں اس کام کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اِسے غالب کردے یا اس راہ میں اپنی جان دے دوں ۔(شیخ البانی نے اسے السلسلۃ الضعیفۃ 909 میں ضعیف کہا ہے)

عزیزقاری !ہجرت نبوی سےہمیں سب سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ توکل اسباب کے منافی نہیں یعنی اللہ پر اعتماد وبھروسہ کا مطلب یہ نہیں کہ کسی کام کے لیے جدوجہد اور کوشش ترک کرکے چپ چاپ ہاتھ پاؤں باندھے بیٹھ جائیں کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ خودکردے گا، اسباب اور تدبیرکی ضرورت نہیں ،بلکہ توکل نام ہے کسی کام کو پورے ارادہ وعزم اورتدابیر وکوشش کے ساتھ انجام دینے اوریقین رکھنے کا کہ اگراس کام میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرورہی ہم کو کامیاب فرمائے گا ۔

آج کل توکل کے باب میں بھی مسلمانوں کی اکثریت افراط اور تفریط کی شکارہے ،کچھ لوگ اسباب وتدابیرہی پر کلی اعتمادکرتے ہیں ،اوراسی کومثبت یامنفی نتائج کا مکمل ذمہ دار ٹھہراتے ہیں ،جبکہ کچھ لوگ اسباب کوبالکل نظراندازکرکے اللہ پربھروسہ کادم بھرتے ہیں ،حالانکہ توکل کامفہوم یہ تھاکہ کلی طورپراسباب اورتدابیر اختیارکرنے کے بعداثراور نتیجہ کواللہ کے سپردکردیاجائے اوریہ سمجھاجائے کہ اللہ مددگارہے توکوئی ہمیں ناکام نہیں کرسکتا اوراگر اللہ نہ چاہے توکوئی ہماری مرادیں پوری نہیں کر سکتا ۔

چنانچہ واقعہ ہجرت پرغورکرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ممکن مادی وسائل اور اسباب وتدابیر کو پیش نظررکھا حالانکہ آپ کووحی ربانی کی مکمل تائید حاصل تھی ۔

(۱)مثلا آپ نے گھر سے نکلنے سے پہلے حضرت علی ؓ کو اپنے بستر پر سلا یا تاکہ دشمن کو احساس ہو کہ آپ اندر سو رہے ہیں

(۲)پھر رفیق سفر کا انتخاب کیا جس کا شرف حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہوا ۔

(۳)دوتیز رفتار سواریوں کی چار مہینہ پہلے سے خوب دیکھ ریکھ کی گئی اورعین سفر ہجرت کے موقع پرانہیں ضروری سازوسامان سے لیس کیا ۔

(۴)راستوں کے ماہر "عبداللّٰہ بن اریقط"کو راستے کی نشاندہی کے لیے باقاعدہ اجرت پرساتھ لیا ۔

(۵)زادراہ اورسامان خوردونوش کاباقاعدہ انتظام کیا گیا ،حضرت ابوبکرؓنے تقریبا چھ ہزار درہم اپنے ساتھ رکھ لی حضرت اسما بنت ابوبکر ہر شام کھاناپہنچایا کرتیں اور عامربن فہیرہ رات کو دودھ پہنچایا کرتے ۔

(۶)ہجرت کے معاملے کو مکمل رازداری میں رکھا صرف چندلوگوں کوخبردی جنہیں براہ راست اس منصوبہ کوعملی جامہ پہنایاتھا ۔

(7)راستوں کے بارے میں آپ نے دشمنوں کومغالطہ دینے کے لیے جنوب میں یمن کا راستہ اختیار کیا حالانکہ مدینہ سمت شمال میں واقع ہے ۔

(۸)اسی طرح غارثورمیں تین روز روپوش رہے تاکہ دشمنوں کی تگ ودو میں کمی آجائے ،اس بیچ دشمنوں کے نقل وحرکت سے باخبررہنے کا بھی مکمل انتظام کیا گیا ،اسی قدرقدموں کے نشانات بھی مٹانے کی کوشش کی گئی مباداکہ یہ نشانات کفار قریش کو سمت سفرکا پتہ دے دیں ۔

ان تمام اسباب ووسائل کی مکمل فراہمی کے بعد اللہ ہی پر کامل بھروسہ اور مکمل اعتماد تھا ،اسی لیے جب کفار قریش کے قدموں کی آہٹ سے حضرت ابوبکرؓ کو تشویش لاحق ہوئی توآپ نے جواب دیا ، لاتحزن ان اللہ معنا ابو بکر !مت گھبراؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے ،یہ ہے توکل کا حقیقی مفہوم ۔

ہجرت سےہمیں دوسراسبق یہ ملتا ہے کہ جواللہ کے احکام کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالی اس کی حفاظت کرتے ہیں

ذراغورکریں کفار قریش نے آپ کے قتل کے لیے کس قدر پلاننگ کی تھی ،ننگی تلواریں سونتے ہر طرف سے گھرکوگھیر رکھا تھا ،بچنے کے کوئی ظاہر ی اسباب دکھا ئی نہیں دے رہے تھے ،ہاں!صرف اللہ رب العالمین کی ذات تھی جواپنے حبیب کو ظالموں کے چنگل سے نکال سکتی تھی ،چنانچہ وحی کے ذریعہ آپ کو اطلاع دے دی جاتی ہے ، آپ ان کی آنکھوں پر ایک مشت مٹی پھینکتے ہیں اوران کے سامنے سے صحیح سالم گزرجاتے ہیں، پھرغارثورمیں آتے ہیں، وہاں بھی اللہ تعا لی نے آپ کو کفارقریش کی نگاہوں سے اوجھل رکھا حالانکہ وہ غار کے دہانے تک پہنچ چکے تھے ۔ اسی طرح سفر ہجرت کے دوران

اللہ تعالی نے سراقہ بن مالک کے نرغے سے بھی بچایا بلکہ وہ الٹے پناہ کاطالب ہوا ۔

غرضیکہ جس نے بھی اللہ کی حفاظت کی اللہ نے اس کی حفاظت کیا ،اورحفاظت میں بنیادی مرتبہ دینی حفاظت کو حاصل ہے البتہ اس میں جسمانی حفاظت بھی شامل ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ نیک اور پرہیز گار انسان کو کسی طرح کا زک نہ پہنچے، بسااوقات نیک لوگوں پربھی تکلیفیں آتی ہیں جوبطور آزمائش ہوتی ہیں جن سے ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اوردرجات بلندہوتے ہیں جیساکہ خودرحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوقدم قدم پر تکالیف اورمصیبتوں کاسامناکرناپڑا ۔

ہجرت سے ہمیں تیسراسبق یہ ملتا ہے کہ تنگی اور کشادگی ہرحال میں اعتدال اورتوازن کوملحوظ رکھنا چاہئے،اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس دن بے سروسامانی کی حالت میں مکہ سے نکلے اس دن آپ کے اندرجیسی خاکساری تھی ،اوراللہ پرجیسا پختہ اعتماد تھا ایسی ہی خاکساری اورایساہی اعتماد اس دن بھی پایا گیا جس دن آپ مکہ میں بحیثیت فاتح داخل ہوئے ،اوراسلام اورمسلمانوں کوبالادستی حاصل ہوئی ،مکہ سے نکالے جانے کے دن آپ کی جیسی زندگی تھی ویسی ہی زندگی اس وقت بھی رہی جب کہ جزیرہ عرب میں اسلامی فتوحات کے پرچم لہرارہے تھے ،اورمسجدنبوی میں سیم وزرکے انبارلگے تھے ۔

ہجرت سے ہمیں چوتھاسبق یہ ملتا ہے کہ بہترین انجام ہمیشہ نیکوکاروں اورتقوی شعاروں کاہوتاہے : چنانچہ جوشخص بھی

ہجرت کے واقعے پر غورکرے گا اسے بادی النظرمیں احساس ہوگا کہ دعوت اسلامی زوال انحطاط کی طرف گامزن ہے لیکن فی الواقع ہجرت ہمیں سبق دیتی ہے کہ بہترین انجام نیکوکاروں کاہوگا،چنانچہ ہوابھی ایساہی ،مدینہ پہنچنے کے بعد پہلی بار اسلامی حکومت کاقیام عمل میں آیااورخالص اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہوئی ،پھروہ اسلام جو مکہ میں غربت وبے کسی کے عالم میں تھا ،مدینہ کی سرزمین نے اسے قوت بہم پہنچایا ،بالخصوص فتح مکہ کے بعد جب کفار قریش نے رحمتہ للعالمین کے رحم وکرم کا بے مثال نمونہ دیکھا توان کی آنکھیں کھل گئیں، جو کبھی اسلام کے کٹردشمن تھے اسلام کے غازی اور سپاہی بن گئے ،اب کیا تھا ؟ دیکھتے ہی دیکھتے جزیرہ عرب اور اس کے قرب وجوار میں حق کی آواز گونجنے لگی، لوگ جوق درجوق اسلام میں آنے لگے اورہرسواسلام کابول بالاہوگیا،یہ سب برکات تھے ہجرت نبوی کے غرضیکہ ہجرت اس بات کااعلان تھی کہ اہل باطل کوجس قدر بھی قوت وشوکت حاصل ہو جائے، ان کا انجام زوال اورہلاکت وبربادی ہی ہے ،اور اہل حق کو جس قدر بھی مصائب وآلام سے دوچار ہوناپڑے ان کا انجام فتح وظفر اور کامیابی وکامرانی ہی ہے،اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالی نے اہل ایمان کی نصرت ومددکاوعدہ کیاہے ،اور ان کے لیے ہرسختی کے بعد آسانی اور ہرتنگی کے بعد کشادگی کی ضمانت لی ہے

.

واقعہ ہجرت سے پانچواں سبق یہ ملتا ہے کہ صبر وشکیبائی مومنوں کا شیو ہ ہے اورصبرکاپھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے :اگراللہ

تعالی چاہتا تو نبی اکرم کو معمولی تکلیف بھی نہیں پہنچ سکتی تھی ، لیکن آپ ابتلا ءوآزمائش دوچار کئے گئے تاکہ آپ کے صبر وضبط کی پرکھ کی جا سکے،بے پناہ اجروثواب کے مستحق ٹھہریں ،اور یہ نمونہ آپ کے بعد داعیان حق کے لیے مشعل راہ بنے تاکہ وہ اس کی رہنمائی میں شدائد ومشکلات سے بحسن وخوبی نبرد آزماہوسکیں ۔

واقعہ ہجرت میں سب سے نمایا ں کردار انصار مدینہ کادکھائی دیتا ہے جنہوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل ایمان ساتھیوں کو مدینہ ہجرت کرنے کی دعوت دی،حالانکہ وہ دعوت دیتے وقت بخوبی جان رہے تھے کہ اس کے نتیجہ میں انہیں تمام عرب کی دشمنی مول لینی ہوگی ،اور یہی نہیں کہ آپ اور آپ کے مکی ساتھیوں کی رہائش کے لیے اپنا شہر پیش کردیا بلکہ آپ کو اپناحاکم بھی تسلیم کیا ،آپ کی وفادار رعیت اور جانثار فوج بن گئے مہاجرین مسلمانوں کو اپنے ساتھ برابرکے حقوق دیئے ،اپنابھائی بنایا،اپنے گھربار ،اپنے مال واسباب اور اپنی جائدادوں تک کو ان کے لیے پیش کردیا یہاں تک کہ جن کے پاس دوبیویاں تھیں انہوں نے اپنے مہاجربھائی کے سامنے طلب رکھا کہ ان میں سے جوانہیں پسند آجائے اشارہ کریں انہیں طلاق دے دوں اورعدت گزرنے کےبعد ان سے شادی کرکے اپناگھربسالیں ایسے ایثارکی مثال تاریخ کے کسی دور میں نہیں ملتی ہے۔

؁1951عیسوی میں دوسری جنگ عظیم کے متاثرین کے پیش نظراقوام متحدہ کے زیراہتمام 147ممالک نے جنیواکنوینشن میں مہاجرین کے لیے باہمی اتفاق سے کچھ تجاویز پاس کیاتھا جس

کابنیادی دفعہ تھاکہ کسی بھی ملک میں مہاجرین کی اقامت وقتی ہوگی لیکن اس کے باوجود سوال یہ ہے کہ کیا مہاجرین کے مسائل حل ہوئے ،آج بھی یورپ میں مقیم بہیترے مہاجرین کے مسائل پیچیدہ بنے ہوئے ہیں ۔

ہجرت نبوی میں ان مسلمانوں اورنومسلم بھائیوں کے لیے جو اپنے معاشرے میں رہ کراسلامی شعائر کی بحسن وخوبی ادائیگی نہ کرسکتے ہوں یہ پیغام ہے کہ وہ اللہ پراعتماد کرتے ہوئے اس جگہ کوخیربادکہہ کرایسی جگہ رہائش اختیار کریں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو اوراپنے شرعی فرائض کوبحسن وخوبی انجام دے سکتے ہوں ،کیوں کہ اسی میں ان کی بھلائی ،ان کے اہل وعیال کی بھلائی ،ان کے دین وایمان کی بھلائی ،اور ان کے دنیا کی بھی بھلائی ہے ،اللہ تعالی کافرمان ہے:

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّـهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ
سورة النسا ١٠٠

”اورجو کوئی اللہ کی راہ میں اپناوطن خیرباد کرے وہ زمین میں رہنے کی بہت جگہ اوررروزی میں کشادگی پائےگا“،گویاکہ دین کی خاطر ہجرت کرنا حصول رزق کابنیادی ذریعہ ہے ،بلکہ جوشخص اللہ کی خاطر کوئی چیزچھوڑدیتاہے اللہ تعالی اسےاس سے بہترچیز عنایت کرتا ہے ،مہاجرین کی مثال ہمارے سامنے ہے ،جب صحابہ کرام نے اپنے گھربار ،اپنے اہل وعیال اوراپنے مال ودولت کوخیربادکہہ کر مدینہ کی طرف ہجرت کیا تواللہ تعالی نے ان کو اس کا نعم البدل عطافرمایا کہ جزیرہ عرب کو ان کے تابع اور مسخرکردیا ،انہیں سرزمین شام، ایران

اوریمن کے خزانوں کی چابیاں عطافرمادیں ،اورقیصروکسراکے خزانے ان کے قدموں میں ڈھیرہوئے .

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



نبوت کاتیرہواں سال ہے ،ربیع الاول کے آغاز کی بات ہے ، ایک رات دنیا کا سب سے عظیم انسان ....اپنے ایک ساتھی کے ساتھ غار میں چھپا ہوا ہے جان کے ڈر سے .... اُسے جان سے مارڈالنے کے لیے اسی کے خاندان کے 13جانباز تلوار سونتے اُس کے گھرکو گھیر چکے تھے،اورآدھی رات کا انتظارکر رہے تھے ، لیکن اُن نادانوں کو کیا پتہ تھاکہ جن کے قتل کا وہ انتظار کررہے ہیں وہ اُن کے بیچ سے نکل چکے ہیں ، یہ ہیں ہمارے حبیب ،محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جو آج کی رات غار ثور میں چھپے ہوئے ہیں ۔جب دشمنوں کے لیے

انتظار کے لمحات لمبے ہوگئے ،تو گھر میں جھانکا ،دیکھتے ہیں کہ ایک انسان چادر اوڑھے سورہا ہے ،لیکن وہ حبیب نہیں تھے بلکہ حبیب کے چچا زاد بھائی امام علیؓ تھے ،جب قریش کو یقین ہوگیا کہ ہمارا شکار نکل چکا ہے ، توانہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ حضرت علی پر اُتارا ،گھسیٹ کر کعبہ کے پاس لے گئے اورکچھ دیر کے لیے اُن کو قید کردیاکہ ممکن ہے محمداورابوبکر کی خبر لگ جائے ،جب حضرت علی سے کچھ بھی معلومات نہ حاصل ہوسکی تو کاٹے ہوئے کتے کے جیسے ابوبکر کے گھر آئے ، دروازے پر دستک دیا، اسماءنکلیں ،اُن سے پوچھا : تمہارے ابا کہاں ہیں ،انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا توکمبخت ابوجہل نے ان کو اِس زور سے طمانچہ ماراکہ اُن کے کان کی بالی گر گئی ۔

قریش کے سارے لیڈران باولے ہوچکے تھے ، فوراً انہوں نے ہنگامی میٹنگ بُلائی اور یہ طے کیا کہ جوکوئی محمد اورابوبکر کو یااُن میں سے کسی ایک کو زندہ یا مردہ حاضر کرے گا اُسے ہرایک کے بدلے سو اونٹوں کا قیمتی انعام دیاجائے ۔ یہ انعام کوئی معمولی انعام نہ تھا ، انعام کی لالچ میں لوگ ہر طرف پھیل چکے ہیں ، کچھ لوگ غارثور کے ٹھیک دروازے پر جاپہنچے ،جب اُن کی کانا پھوسی ابوبکرؓ کے کانو نتک پہنچی تو گھبراگئے ،کہ کہیں یہ ظالم غار میں داخل نہ ہوجائیں ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی نازک صورتحال میں بھی اُن کو تسلی دی کہ ابوبکر!ایسے دوآدمیوں کے بارے میں آپ کا کیاخیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ جی ہاں! یہ اللہ کے نبی ﷺ کا معجزہ تھا کہ وہ چند قدم کے فاصلہ پر پہنچنے کے باوجود آپ کو نہ دیکھ سکے ،اور واپس لوٹ گئے ۔ تین دن تک اللہ کے رسول ا ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار میں چھپے رہے،کفار قریش کی ایک ایک حرکت سے آگاہی حاصل کرتے رہے ،ادھر ابوبکرؓ کے گھر سے دو تیز رفتا ر اونٹنیاں آگئیں ،ایک اونٹنی پر نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر سوار ہوئے اور دوسری پر ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط ....، عبداللہ بن اریقط راستونکا ماہر تھا ،اس

لیے اُسے ابوبکر ؓ نے گائڈ کے طور پر رکھ لیاتھا۔ اِس طرح ہجرت کایہ عظیم سفر شروع ہوا ،راستے میں بہت ساری جگہوں پر رُکے ،آرام فرمایا،اورچلتے بنے ۔

سفرکے دوسرے دن راستے سے گذررہے تھے کہ ایک خیمہ دکھائی دیا ،یہ خیمہ ایک خاتون کا تھا جس کا نام ام معبد تھا ،آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ کیا اُس کے پاس کھانے کے سامان وغیرہ ملیں گے ؟ اُس نے معذرت کردی ،کہ بکریا ں بہت دور گئی ہوئی ہیں،ایک بکری ہے بھی تو اُس کا تھن سوکھا ہوا ہے ۔واقعی اُس میں دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا،اللہ کے رسول ﷺ نے اُس سے اجازت لی کہ کیا اُسی بکری کو دوہ سکتا ہوں، خاتون کوتعجب ہواکہ میری بات پر اِن کو یقین نہیں ہورہا ہے ....کہا: یہ لیجئے ....یہ ہے بکری ....اللہ کے رسول ﷺ نے اُسے دوہا تو ایک بڑا برتن بھرگیا،جسے ایک جماعت مشکل سے اٹھاسکتی تھی ،آپ ﷺ نے ام معبد کو پلایا،وہ آسودہ ہوگئی ،اپنے ساتھیونکو پلایا،جب سب آسودہ ہوگئے تو خود پیا اور دوبارہ دوہ کر برتن بھر دیا۔اورام معبد کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ جب ابومعبد آئے تو یہ دودھ انہیں دے دینا اور وہاں سے چلتے بنے ۔ جب ام معبد کا شوہر آیاتو دودھ کے بھرے ہوئے برتن دیکھ کر حیران رہ گیا ،پوچھا: اِتنا دودھ کہاں سے آگیا؟ ام معبد نے کہا:

اللہ کی قسم ! یہاں سے ایک مبارک آدمی کا گذر ہوا ہے ،پھر ساراواقعہ کہہ سنایا۔ ابومعبد نے کہا: ذرااُس کا حلیہ تو بتانا، کہنے لگیں : میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن وجمال نمایاں تھا ،چہرہ روشن تھا ،اخلاق پاکیزہ تھا،بدن نہ بھاری تھا ،نہ کمزور ،خوبصورت اور نرم انداز تھا،آنکھونمیں گہری سیاہی تھی ،پلکیں لمبی تھیں ،آواز بلند تھی ،مگر سخت نہ تھی ،بال بالکل سیاہ تھے ،گردن لمبی تھی ،ڈاڑھی گھنی تھی ،خاموش ہوتا تو وقار نمایاں تھا،بولتا تو معلوم ہوتا کہ اُس کی آواز اردگردپر چھا گئی ہے میٹھی گفتگو، واضح الفاظ ، گفتگو جیسے زبان سے موتیوں کی لڑی بکھیر رہے ہوں،اُس پر جان دینے والے ساتھی اُس کو

گھیرے رہتے تھے ، اُس کی خدمت کرتے تھے ،اُس کی اطاعت کرتے تھے ،نہ تُرش رو تھا نہ سخت کلام۔

ابومعبد یہ سن کر بول اٹھا: اللہ کی قسم یہ تو وہی صاحب قریش تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ اُس کے بعد اُن دونوں نے ہجرت کی اور مدینہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے ۔

جب اللہ کے رسول ﷺ قدید سے آگے نکلے تو سراقہ بن مالک نے آپ کا پیچھا کیا،یہ انعام کی لالچ میں نکلنے والونمیں سے ایک تھا ،وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھااورآپ کا پیچھا کر رہا تھا،جب قریب پہنچا تو گھوڑا پھسل گیااور سراقہ نیچے گرگیا۔ دوسری بار کوشش کی تو اِس بار سواری گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئی ۔ اِس سے وہ ڈرگیا،اُس کی ہمت ٹوٹ گئی اور معافی مانگنے لگا ۔ آپ ﷺ نے سراقہ کے ہاتھونکی طرف دیکھااورفرمایا: کیف بک یا سراقہ اذا لبست سوار کسری سراقہ ! آج تو تم اونٹ کی لالچ میں پاگل بنے تھے لیکن اُس وقت تمہاری کیسی شان ہوگی جب تم کسری کے کنگن پہنوگے ۔

کسری کے کنگن ! یہ تو عجیب بات تھی ،سراقہ جیسا انسان ....کسری کے کنگن پہنے یہ تو بہت دور کی بات ہے ،کسری کے درباریونمیں حاضری کاتصوربھی نہ کرسکتا تھا ....لیکن یہ پیشین گوئی کسی عام انسان کی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تھی جن کی زبان سے وحی کے پھول گرتے تھے ،عمرفاروق کے دورخلافت میں پوری ہوکر رہی ۔ جب ایران فتح ہوا تو کسری کے کنگن سراقہ کے ہاتھونمیں پہنائے گئے ۔ .... راستے میں بریدہ اسلمی سے بھی ملاقات ہوئی جو انعام کی لالچ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے سر کے لیے نکلے تھے ،لیکن جب سامنا ہوا تو نقددل دے بیٹھے اور اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ وہیں مسلمان ہوگئے ۔

8ربیع الاول سموار کے دن رسول اللہ ﷺ قبا پہنچ جاتے ہیں ،کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرتے ہیں ،اِ س مدت میں آپ نے وہاں ایک مسجد بنائی ،یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام

میں بنائی گئی ، آج بھی یہ مسجد ’مسجدقبا ‘کے نام سے مشہور ہے ۔ ادھر یثرب میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قبا پہنچ چکے ہیں ،اورجلد ہی یثرب تشریف لائیں گے ،یثرت والے نبی پاک ﷺ کے لیے آنکھیں بچھائے ہوئے تھے ،یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس کا ایک ایک لمحہ وہ گن رہے تھے ،اورنبی پاک ﷺ یثرب پہنچ چکے تھے ،آپ کے استقبال کے لیے پورا مدینہ امڈ پڑا تھا،یہ ایک تاریخی دن تھا جس کی مثال مدینہ کی دھرتی نے کبھی نہ دیکھی تھی ،جمعہ کے دن نبی امدینہ تشریف لے گئے تھے ،اُسی دن سے یثرب کانام مدینہ الرسول ہوگیاتھا۔ گلی کوچے میں تکبیر وتحمید کے کلمات گونج رہے تھے اورانصار کی بچیاں خوشی سے یہ اشعار گارہی تھیں :

اشرق البدر علینا

من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا

مادعاللہ داع

ایھاالمبعوث فینا

جئت بالامر المطاع

اِن پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب چودھویں کا چاند ہے ہم پرچڑھا ۔ کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے ،شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا ....ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

محترم قارئین ! انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ،اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شاءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے تب تک کے لیے اجازت دیجئے اللہ حافظ

غزوہ بدر

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام مکہ سے نکل چکے تھے ،مدینہ میں پناہ لے لی تھی ،قریش نے اُن کے اموال ضبط کرلیے تھے ،اُن کے گھروں پر قبضہ کرلیا تھا ....اب تو کم سے کم اُن ظالموں کو زیادتی سے باز آجانا چاہیے تھا لیکن ....نہیں انہوں نے میٹنگ کی اور عبداللہ بن ابی کو خط لکھا ....یہ وہی عبداللہ بن ابی ہے جویہودی تھا جس کو لوگ بادشاہ بنانے کی تیاری میں تھے ،اور بعد میں چل کر دکھاوے کے لیے اسلام بھی قبول کیاتھا ۔قریش نے خط میں لکھا تھا کہ تم نے ہمارے لوگوں کو پناہ دے رکھی ہے ،اگر تم اُن سے نہیں لڑتے تو سمجھ لو کہ ہم تمہارا ہی ستیاناس کردیں گے ،تم پر ہی حملہ کریں گے اور تمہارے نوجوانوں کو قتل کردیں گے اورتمہاری عورتوں پرقبضہ کرلیں گے ۔ یہ خط پڑھتے ہی مدینہ کے کفارنے سارے عہد وپیمان کو بھلا دیااور اللہ کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کرنے لگے ،اللہ کے رسول ﷺ کو پتہ چلا تو اُن کے پاس گئے انہیں سمجھایا بجھایا اِس طرح یہ معاملہ دب گیا، لیکن قریش برابر مدینہ کے مشرکین اور یہود سے سازباز کرتے رہے اور اُن کو اُکساتے رہے کہ تم محمد اور اُس کے ساتھیو ں سے جنگ کرو۔ عبداللہ بن

ابی بھی غصہ ہی میں تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کے مدینہ آجانے کی وجہ سے اُس کی تاج پوشی نہ ہوسکی تھی ۔اِدھر مہاجرین کو بھی قریش نے دھمکی آمیز پیغام بھیجا کہ تم اِس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا کہ ہم سے بچ نکلے ہو بلکہ ہم یثرب پہنچ کر ہی تم سب کا ستیاناس کردیں گے ۔ باربار ایسی خبریں آتی رہتی تھیں ،اور مدینہ کے مشرکین اور یہود بھی خطرہ بنے ہوئے تھے جس سے اللہ کے رسول ﷺ کو خود گھبراہٹ لاحق ہوگئی تھی ، کبھی کبھی پوری رات جاگ کر گذار دیا کرتے تھے، یا صحابہ کرام کے پہرے میں سوتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی واللہ یعصمک من الناس اللہ آپ کو لوگو ں سے محفوظ رکھے گا ۔

قریش کی زیادتی کا ایک نمونہ دیکھئے کہ ہجرت کے دوسرے سال ربیع الاول کے مہینے میں قریش کے سرداروں میں سے ایک شخص کرز بن جابر الفہری مدینہ پہنچا اورمدینے والوں کے جانور جو باہر میدان میں چررہے تھے لوٹ کر چلا گیا۔ گویا وہ اپنی طاقت کا اظہار کرنا چاہتا تھا کہ ہم مکہ میں رہ کر بھی تم پر دھاوا بول سکتے ہیں اورتمہارے مویشیوں کو لوٹ کر لے جا سکتے ہیں ۔

ہجرت کا دوسراسال ہے، مہینہ رمضان کا ہے، ابوجہل نے مکہ میں یہ مشہور کردیا کہ ہمارا قافلہ جو مال ودولت سے مالامال ہے، اور شام سے لوٹ کرآرہا ہے، مسلمانوں نے اُسے لوٹنے کی تیاری شروع کردی ہے، اِس سے اُس کا مقصد لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارنا تھا خاص کر اُن لوگوں کو جن کے قریبی اُس قافلے میں تھے اورجن جن لوگوں کا مال اُس میں لگا تھا۔ چانچہ ہوا بھی ایسا ہی، ابوجہل نے پوری تیاری کی، اور ایک

ہزار بہادرفوج لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگیا کہ محمد اور اُن کے ماننے والوں کا صفایاکردے ، اِس فوج میں سات سو اونٹ تین سو گھوڑے تھے ۔ حالانکہ جس قافلے کا بہانا کرکے ابوجہل نے لوگوں کو اُکسایا تھا اور جنگ کے لیے تیار کیاتھا وہ قافلہ بخیریت مکہ پہنچ بھی گیا....اس وقت ابوجہل مردود کو کیا معلوم تھا کہ جس فوج کو وہ مسلمانوں کے خلاف اکٹھا کررہا ہے وہی فوج اُسے موت کے منہ میں لے جارہی ہے۔ ....اِدھر اللہ کے رسول ﷺ کو خبر ملی کہ قریش پوری تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے نکل چکے ہیں، اس لیے آپ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ ایسے حالات میں کیا کیا جائے، اُس پر حضرت ابوبکر ؓ اٹھے اور اچھی بات کہی، پھر عمر ؓ اٹھے اور اچھی بات کہی، پھر مقداد اُٹھے اور انہوں نے کہا : اللہ کی قسم یا رسول اللہ ! ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہی تھی فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون کہ تم اور تمہارا رب جاواور قتال کرو، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں اور بائیں سے، آگے اور پیچھے سے لڑیں گے۔ اِس سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دمک اٹھا اورآپ خوش ہوگئے ،اُس کے بعد آپ نے پھر فرمایاکہ مسلمانو! مجھے مشورہ دو ، اِس پر انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذ اُٹھے اور عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ،اگر آپ ہمیں سمندر میں لے چلیں اور اُس میں کودنا چاہیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ چھلانگ لگادیں گے ۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا ....یہ حوصلہ افزا باتیں سن کراللہ کے رسول ﷺ نے اطمینان کا سانس لیا اور آپ کا چہرہ خوشی سے کھِل گیا۔ آپ نے فرمایا: چلواور خوش ہوجاوکیونکہ مجھ سے اللہ نے دو

گروہوں میں سے ایک گروہ کا وعدہ فرمایا ہے، واللہ اِس وقت میں گویا قوم کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔

اب تک مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ اسلام کو جنگ سے کوئی واسطہ ہی نہیں، اسلام لفظ کا مادہ سلم ہے جس کے معنی امن وشانتی اور صلح کے آتے ہیں ۔ لیکن سوال یہ تھاکہ مسلمانوں کو گھر سے نکال دیا گیا تھا ، املاک چھین لیے گئے تھے ، اوراب مدینے پر بھی دھاوا بولا جارہا تھا .... اگر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تو دشمن بکریوں کی طرح سب کو ذبح کردیتا اسی لیے اللہ پاک نے آیت اُتارا اذن للذین یقاتِلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر جنگ کرنے والوں کو اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اُن پر ظلم ہوا اور اللہ اُن کی مدد پر بیشک قادر ہے ۔

بہرکیف اللہ کے رسول ﷺ تین سو تیرہ مسلمانوں کو لے کر بدرکے مقام پر پہنچے، سواری میں صرف دو گھوڑے اور ستراونٹ تھے ، مشرکین بھی اُسی رات پہنچے ۔

سترہ رمضان المبارک 2ہجری کی صبح دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا ،آپ نے صفیں برابرکیں اور فرمایا: جب تک میرا حکم نہ آجائے جنگ شروع نہ کریں، اُس کے بعد آپ خیمہ میں واپس آگئے ،آپ کے پاس ابوبکر ؓ بھی تھے ،آپ نے اللہ پاک سے نہایت گریہ وزاری سے دعا کی یہاں تک کہ فرمایا:اللھم ان تہلک ھذہ العصابة الیوم لاتعبد ابدا، اللھم ان شئت لم تعبد بعد الیوم ابدا ”اے اللہ اگرآج یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو کبھی تیری عبادت نہ کی جاسکے گی ،اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد کبھی تیری عبادت

نہ کی جائے “۔ آپ نے اِس سوز سے دعا کی کہ آپ کی چادر تک گردن سے نیچے گرگئی تھی ۔

اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا، قریش کی طرف سے بہترین شہسوارعتبہ ،شیبہ اور ولید بن عتبہ آیا، مسلمانوں کی طرف سے اُن کا مقابلہ عبیدہ بن حارث ،حمزہ اورعلی رضی اللہ عنہم نے کی ، حضرت حمزہ نے شیبہ کو مارا ،حضرت علی نے ولید کو مارا ،البتہ عبیدہ اور عتبہ کے درمیان ضربوں کا تبادلہ ہوتا رہا ،یہاں تک کہ حضرت علی اور حضرت حمزہ دونوں نے عتبہ کو بھی مار گرایا۔ مشرکین غصہ سے بے قابوہوکر مسلمانوں کی صفونمیں داخل ہوگئے اور پامردی کے ساتھ لڑنے لگے ۔ مسلمان بھی اُن کا ڈٹ کر مقابلہ کررہے تھے ،اُسی وقت اللہ پاک نے مسلمانوں کی مددکے لیے ایک ہزار فرشتوں کو نازل فرمایا،اللہ کے رسول ﷺ اُس وقت یہ آیت کریمہ تلاوت کررہے تھے سیھزم الجمع ویولون الدبر ”عنقریب یہ لشکر ہارجائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا ۔ اللہ کے رسول ﷺ اُن کے بیچ تھے ،آپ نے ایک مٹھی کنکری لی اور مشرکین کے چہروں پر دے ماری ااورکہا: شاھت الوجوہ۔ اللہ کے رسول صحابہ کو ہمت دلارہے ہیں ،فرشتے بھی مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں ، عجیب منظر ہے مشرکین کے لیے ،کسی کی گردنیں کٹ رہی ہیں ،کسی کا ہاتھ کٹ رہا ہے تو کسی کا سرکٹ کر گررہا ہے ۔ اورپتہ بھی نہیں چل رہا ہے کہ کس نے کاٹا ہے ۔ جی ہاں ! یہ غیبی مدد تھی مسلمانوں کی ....فرشتوں کے ذریعہ ....اِدھردونوعمر بچے عفراءکے بیٹے معاذ اور معوذ ابوجہل کی تلاش میں تھے،عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا کہ چچا جان !مجھے ابوجہل کو دکھادیجئے ، پوچھا :ابوجہل کو کیاکروگے ؟ کہا: مجھے بتایاگیاہے کہ وہ رسول اللہ ﷺکو گالی دیتا ہے ۔ اِتنے میں ابوجہل دکھائی دیا، عبدالرحمن

بن عوف نے اُس کی طرف اشارہ کیا،دونوں اُس پر جھپٹ پڑے اور تلوار سے مار کر قتل کردیا۔جب اُس کا سر اللہ کے رسول ﷺکی خدمت میں پیش کیاگیا تو آپ ﷺنے تکبیرکہی اورفرمایا: یہ اِس امت کا فرعون ہے ۔

محترم قارئین ! یہ ہے جنگ بدر جو 17رمضان کو ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی ، جس میں چودہ مسلمان شہید ہوئے ،سترمشرکین مارے گئے اور ستر قید ہوئے ،قیدیوں کے ساتھ کیامعاملہ کیانبی رحمت نے ؟ اگردیکھیں تو اُس زمانے کا قانون جنگ ،مظلوم مسلمانوں کا جوش انتقام اور دوسرے قبیلوں پر رعب بیٹھانے کی ضرورت اِس بات کا تقاضا کررہی تھی کہ اِن ظالموں کا سر جسم سے الگ کردیا جائے لیکن نبی رحمت نے جرمانہ لے کر اُن کو رہا کردیا،اورجولوگ پڑھے لکھے تھے اُن کے لیے یہ مقررفرمایاگیاتھا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھناسکھادیں۔اِس جنگ نے کفر اورایمان کے بیچ فیصلہ کردیا۔ بھائی نے بھائی سے جنگ کیا، باپ نے بیٹے سے جنگ کیا،اللہ پاک نے ایمان کو کفر پر غلبہ دیا،اسی لیے اس جنگ کانام یوم الفرقان پڑگیا،یعنی فیصلے کا دن ، حق کو باطل سے جدا کرنے کا دن ....

محترم قارئین! انہیں چند کلمات کے ساتھ ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں ،اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ”سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ، ان شاءاللہ ، تب تک کے لیے اجازت دیجئے۔

تعمیر مسجد، مواخات اور معاہدے



اب تک کے سفرمیں ہم نبی پاک ﷺ کی مکی زندگی کو پارکرچکے ہیں،اب ہم مدینہ میں داخل ہوں گے کہ اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں تشریف لاچکے ہیں،آپ کی اوٹنی مدینہ میں قدم رکھ چکی ہے ،سب کی خواہش تھی کہ ہمیں محسن انسانیت کی مہمانی کا شرف حاصل ہوتا ،لیکن آپ کا ارشاد تھا کہ اونٹی کو چلنے دو یہ اللہ کی طرف سے مامورہے ،یہاں تک کہ جب اونٹنی اُس مقام پر پہنچی جہاں آج مسجد نبوی ہے تو بیٹھ گئی ،اب لوگوں نے اپنے اپنے گھر لے جانے کے لیے گذارش شروع کردی ،آپ ﷺ کی اونٹنی جہاں بیٹھی تھی اُسی کے قریب حضرت ابوابوب انصاری ؓ کا گھرتھا ،اِس طرح اللہ کے رسول ﷺ ابوابوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے جو اُن کے لیے بہت بڑی سعادت کی بات تھی

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

مدینہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے دعوت کے ساتھ ساتھ جو اہم کام کئے اُن میں پہلا کام تو یہ تھا کہ آپ نے مسجد نبوی کی تعمیرشروع کی ،اوراُس کے لیے وہ زمین خریدی جس پر آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی ،یہ دویتیم بچونکی زمین تھی ،اِس میں مشرکین کی چند قبریں تھیں ،آپ ﷺنے پہلے زمین کو اچھی طرح سے صاف کروادیا،اُس کے بعد تعمیر کا کام شروع ہوا ،دیواریں مٹی اورکچھی اینٹوں سے اُٹھوائیں ،دروازے کے دونوں بازوں پتھر کے لگائے گئے ،چھت کھجور کی شاخوں کی اور شہتیر کھجور کے تنوں کے بنائے

گئے ۔ فرش پر ریت اور کنکریاں بچھائی گئیں ۔اللہ کے رسول ﷺ مہاجریں وانصار کے ساتھ خود پتھر اور اینٹ ڈھوتے تھے ۔ ....مسجد کے بازومیں دو گھر بھی بنائے گئے،اُس میں سے ایک سودہ بنت زمعہ ؓ کے لیے اوردوسرا حضرت عائشہ ؓ کے لیے کیونکہ اُس وقت آپ کے عقد میں یہی د وبیویاں تھیں ۔ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ اللہ کے رسول ﷺکی ہجرت کے چھ مہینے بعد اللہ کے رسول ﷺاورابوبکر کے گھر والے بھی مدینہ آگئے ،جس میں سیدہ عائشہ ؓ بھی تھیں ۔ یہاں آنے کے کچھ ہی دنوں کے بعد شوال کے مہینے میں حضرت عائشہ ؓ کی رخصتی ہوئی

محترم قارئین! جب تک مسلمان مکہ میں تھے ،جماعت سے نماز ادا کرنے کا منظم بندوبست نہ تھا ،مدینہ آنے کے بعد جب مسجد بن گئی اور جماعت سے نماز کی ادائیگی ممکن ہوگئی ، تو اَب یہ مسئلہ پیش آتا کہ نماز کا وقت ہونے کے بعد لوگوں کو اطلاع کیسے دی جائے ؟ مشورہ ہوا کہ کوئی ایسی علامت اختیار کی جائے جس سے سب کو پتہ چل جائے کہ نماز کا وقت ہوچکا ہے ۔ مختلف باتیں آئیں کسی نے کہا کہ جھنڈا نصب کردیاجائے ،کسی نے کہا کہ ناقوس بجا دیاجائے ....کسی نے کہا کہ پکار لگانے والا بھیج دیاجائے جو نماز کے لیے پکار لگائے ۔ اِسی بیچ ایک رات عبداللہ بن زید نے خواب میں اذا ن کے کلمات سنے او رآکر اللہ کے رسول ﷺ کو خبر دی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اِس کی تائید کی او ربلال ؓ کو حکم دیا جن کی آواز بلند اور سریلی تھی کہ وہ اذان کہیں ۔ چنانچہ بلال ؓ نے اذان دینا شروع کردیا۔

معزز قارئین! آپ جانتے ہیں کہ جو صحابہ مکہ سے آئے تھے وہ اپنے گھر بار اور زمین جائیداد سب سے محروم تھے ،خالی ہاتھ آئے تھے ،مدینہ میں آنے کے بعد اُن کو مددکی بیحد ضرورت تھی ،چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح مسجد بنائی تاکہ مسلمانوں کا ایک مرکز ہو اُسی طرح آپ ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں اور مدینہ کے مسلمانونکے بیچ بھائی چارہ بھی قائم کیا ۔ یہ کل نوے لوگ تھے جن کے لیے مدنی نوے بھائیوں کو چنا گیا اور ایک مکی اورایک مدنی بھائیوں کے بیچ بھائی چارگی بنادی گئی ۔

اِسی لیے ہم مکی مسلمانوں کو مہاجر کہتے ہیں کہ انہوں نے ہجرت کی تھی اورمدنی مسلمانوں کو انصارکہتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کی تھی ۔ انصاراورمہاجرین نے واقعی بھائی چارے کا حق ادا کردیا۔ اِس بھائی چارے کا ایک نمونہ دیکھئے ۔حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ حضرت سعدبن ربیع ؓ کے بھائی بنائے گئے تھے ،حضرت سعد ؓ نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا: انصارمیں میں سب سے زیادہ مالدار ہوں ،آپ میرامال دو حصوں میں بانٹ کر آدھا لے لیں ،اورمیری دو بیویاں ہیں دیکھ لیں اُن میں آپ کو جو زیادہ پسند ہو میں اُسے طلاق دے دوں اور عدت گذرنے کے بعد آپ اُس سے شادی کرلیں ۔ حضرت عبدالرحمن ؓ نے کہا : اللہ پاک آپ کے مال اوراہل میں برکت دے ۔ بس ہمیں بازار کا راستہ بتادیجئے ،لوگوں نے اُنہیں بنوقینقاع کا بازار بتادیا۔ وہ گھی اور پنیر بیچنے اور خریدنے لگے ،یہاں تک کہ اپنے انصاری بھائی سے بے نیاز ہوگئے ،ایک روز آئے تو اُن پر زردی کا اثر تھا ،نبی اکرم ﷺ نے پوچھا : یہ کیاہے ،انہوں نے کہا کہ میں نے شادی کی ہے ۔پوچھا:مہر کتنادیا؟ کہا : سوا ایک تولہ سونا ۔آپ نے فرمایا: اولم ولو بشاۃ ولیمہ کرو گرچہ ایک بکری ہی سہی ۔ یہی عبدالرحمن بن عوف ہیں جن کا کاروبار اِتنا ترقی کرتا ہے کہ کہتے ہیں جب میں مٹی اُٹھاتا تو وہ میر ے لیے سونا بن جاتی تھی ۔ بہرکیف اِس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ انصارنے کس طرح آگے بڑھ کر اپنے مہاجربھائیوں کی مدد کی ،پھر مہاجرین نے بھی اُس کا غلط فائدہ نہ اٹھایا۔

محترم قارئین! مدینہ کی دھرتی مکہ کے مقابلے میں کچھ الگ حیثیت رکھتی تھی ،مکہ میں مسلمان پِسے ہوئے تھے ، اوراُن کے حریف صرف قریش تھے ،لیکن مدینہ میں مسلمانوں کے بیچ مشرکین بھی تھے ،یہود بھی تھے اور کچھ عیسائی بھی ۔ اوریہاں اللہ کے رسولﷺ کو ایک اسلامی اسٹیٹ کی بنیاد رکھنی تھی ۔ اِس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے لیے کچھ عہدومیثاق کے قوانین بنائے،جس کے اہم دفعات کچھ یوں تھے :پہلے نمبرپر انصاراورمہاجرین باقی لوگوں کے خلاف ایک متحد

امت ہوں گے ،دوسرے نمبرپرجو بھی ظالم اورباغی ہواُس کے خلاف سب لوگ ایک ہوجائیں گے چاہے اُن کی اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو ،تیسرے نمبرپرمومن کافرکے بدلے قتل نہ کیاجائے گا ۔چوتھے نمبرپر یہود مسلمانوں کے پیروکارہوجائیں تو وہ مسلمانوں کا ایک حصہ شمار ہوں گے ۔ یہ معاہدہ کے چنددفعات تھے جو اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں سے لیے تھے ۔....رہے مشرکین تو اُن سے آپ نے یہ معاہدہ لیا کہ کوئی مشرک قریش کی جان ومال کو پناہ نہ دے گا اورنہ کسی مومن کے آگے اُس کی حفاظت کے لیے رُکاوٹ بن سکے گا ۔ اِس معاہدے کے بعد اُن کی طرف سے کوئی اندیشہ نہ رہا ۔....رہے یہودتو اللہ کے رسول ﷺ نے اُن کے ساتھ بھی معاہدہ کیا جنکے اہم نکا ت یہ تھے

پہلے نمبر پر یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت ہوں گے ،اُن کے لیے اُن کا دین اورمسلمانوں کے لیے مسلمانوں کا دین ہوگا ،اُن کے ذمہ اُن کا خرچ ہوگا اور مسلمانو ں کے ذمہ مسلمانوں کا خرچ ۔

دوسرے نمبر پر : جو لوگ اِس معاہدے کے کسی فریق سے جنگ کریں گے یا مدینہ پر حملہ کریں گے سب کی ذمہ داری ہوگی کہ اُس کے خلاف آپس میں مدد کریں۔

تیسرے نمبر پر : اِس معاہدے کے شرکاءکے بیچ خیرخواہی ،خیراندیشی اور نیکوکاری کا سلوک کیا جائے گا ۔

اِس معاہدے کے بعد مدینہ کے باشندے چاہے وہ مسلمان ہوں...یا مشرکین ہو ں...یا یہود ہوں.... ایک وحدت بن گئے ۔ ایک اسٹیٹ قائم ہوگیا جسے ہم مدنی اسٹیٹ کہتے ہیں جس کے حاکم رسول اللہ ﷺ تھے ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں مسلمانونمیں اخلاقی خوبیاں پیداکرنے کی کوشش کی ۔ایثار وقربانی کا سبق سکھایا،صلہ رحمی کی تاکید کی ،پڑوسیو ں کے ساتھ اچھا برتاوکا حکم دیا،آپ نے یہ تعلیم دی کہ ”مسلمان وہ ہیں جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں “ ” تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے ۔آپ ﷺ

لوگونکو صدقہ وخیرات پر ابھارتے ہیں اور مانگنے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے منع کرتے ہیں ۔ اِ س طرح کی تعلیم سے اللہ کے نبی ﷺ نے ایسامعاشرہ بنادیا جو تاریخ کا سب سے بہتر معاشرہ تھا۔

محترم قارئین! مسلمان مکہ میں 13 سال تک ستائے گئے تھے ،اپنا سب کچھ خیربادکہہ کرمدینہ میں پناہ لے لی تھی ،....کیا اب مسلمان مدینہ میں امن وسکون سے رہنے لگے تھے؟....کیا ان پر کسی طرح کاباہری دباونہ تھا ،اِسے ہم جانیں گے اگلے حلقہ میں ان شاءاللہ .... تب تک کے لیے اجازت دیجئے اللہ حافظ ۔

غزوہ احد کے بعد کے حالات

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



جنگ احدختم ہوچکی ہے ،اِس جنگ میں وقتی طورپر مسلمانوں کوجو نقصان ہوانبی پاک کے حکم کونہ ماننے کی بناپر ہواتھا ، معمولی کوتاہی کی مسلمانوں کو بہت بھاری قیمت چکانی پڑی ،احد کے بعد کے حالات دیکھیں کہ دشمن بہت زیادہ جری ہو گئے تھے ،ہم اُس سلسلے میں تین واقعات آپ کے سامنے میں رکھیں گے جن سے آپ خوداندازہ لگاسکتے ہیں کہ حالات کتنے سنگین ہوگئے تھے ۔

پہلا واقعہ :ایک دن کی بات ہے ،اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے ،عضل اورقارہ کے چند لوگ آئے اور انہوں نے ذکر کیاکہ ہمارے ہاں اسلام کا بہت چرچا ہے

،لیکن اسلام بتانے والا ایک بھی نہیں ہے،کیاہی اچھا ہوتا کہ ہمارے پاس اپنے کچھ لوگونکو بھیجتے جولوگوں کو اسلام بتاتے ....آپ ﷺ کو خوشی ہوئی اور آپ ﷺ نے دس صحابہ کرام کو وہاں بھیجا اورعاصم بن ثابت کو اُن کا امیر بنادیا۔ جب صحابہ رجیع پہنچے تو اِ ن لوگوں کی خباثت کا اندازہ ہوا ،اُنہوں نے غداری کی اورایک سو تیراندازوں کو اُن کے پیچھے لگادیا، کہاں دس اورکہاں ایک سو تیرانداز ،آٹھ صحابہ وہیں پر شہید کردئے گئے ،اورباقی دو کو مکہ لے کر آئے ،یہ دونوں خبیب بن عدی ؓ اور زید بن دثنہ ؓ تھے ۔ اِن دونوں کو مکہ لے جاکر بیچ دیا۔صفوان بن امیہ نے زید بن دثنہ ؓ کو خریدا اور اُنہیں قتل کردیا اورخبیب ؓ کوحارث کے بیٹوں نے خریدلیا،اُنہیں کچھ دنوں تک قیدرکھا،اُس کے بعد مکہ والے اُن کو سولی پر چڑھانے کے لیے تنعیم لے گئے ،جب سولی پر لٹکاناچاہا تو انہوں نے کہا ”مجھے دورکعت نماز ادا کرلینے دو “۔مشرکین نے موقع دیا، آپ نے دو رکعت نماز ادا کی ، جب سلام پھیر چکے تو فرمایا: اللہ کی قسم**!** اگر تم یہ نہ کہتے کہ میں جو کچھ کررہا ہوں گھبراہٹ کی وجہ سے کررہاہوں تو میں کچھ اور طول دیتا ۔ جب سولی پر بٹھایاگیاتو اُس وقت آپ یہ شعر کہہ رہے تھے :

ولست ابالی حین اقتل مسلما

علی ای شق کان للہ مضجعی

وذلک فی ذات الالہ وان یشاء

یبارک علی اوصال شلو ممزع

جب مجھے بحیثیت مسلمان مارا جارہا ہے تو کچھ پروا نہیں کہ کس پہلو قتل کیاجاوں گا ،یہ تو اللہ کی ذات کے لیے ہے ،اگر وہ چاہے گا تو بوٹی بوٹی کئے ہوئے اعضاءکے ٹکڑونمیں برکت نازل کرے گا “۔

اُس کے بعد ابوسفیان نے حضرت خبیب ؓ سے کہا : کیاتمہیں یہ بات پسند آئے گی کہ تمہارے بدلے محمد ہمارے پاس ہوتے ،ہم اُن کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل خانہ میں ہوتے ،انہوں نے کہا : ہرگز نہیں ،واللہ مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے

گھروالوں میں رہوں اور اُس کے بدلے محمدﷺکو جہاں آپ ہیں وہیں رہتے ہوئے کانٹا چبھ جائے "۔ مشرکین نے حضرت خبیب ؓ کو سولی پر لٹکا دیااور ہرطرف سے اُن کے جسم کو نیزے سے چھیدنا شروع کردیا ،ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کی روح جسم سے جدا ہوگئی ۔

دوسرا واقعہ :محترم قارئین ! اِس واقعہ کو ابھی چنددن ہی گذرے تھے کہ اِسی مہینے میں ایک دوسرا واقعہ پیش آیا،قبیلہ کلاب کا سردار ابوبراءعامر بن مالک ....اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آیا ،آپ نے اُسے اسلام کی دعوت دی تو اُس نے اسلام قبول تو نہ کیا لیکن دوری بھی اختیار نہ کی ،اُس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول : اگرآپ اپنے ساتھیونکو نجد والوں کے پاس بھیجیں تو ممکن ہے کہ وہ لوگ اسلام قبول کرلیں ،آپ نے فرمایاکہ : مجھے نجدوالوں سے خطرہ ہے ،ابوبراءنے کہا: اندیشہ کی کیابات ہے وہ ہماری پناہ میں ہوں گے ۔ اللہ کے رسول اکو جب اُس کی بات پر اعتماد ہوگیا تو آپ ﷺ نے اُس کے ساتھ اپنے ستر صحابہ کو بھیجا جو قاری اور فاضل تھے ،وہ سب معونہ کے کنویں پر پہنچے ۔وہاں پڑاوڈالا اور حرام بن ملحان رضی اللہ عنه کو رسول اللہﷺ کا خط دے کراللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس بھیجا ،اُس نے خط کو دیکھا تک نہیں ،اور اُسی بیچ ایک آدمی کو اشارہ کردیاکہ اِس کا کام تمام کردو ،چنانچہ ایک شخص نے اُن کوپیچھے سے اِس زور سے نیزہ مارا کہ وہ نیزہ آرپارہوگیا ،حرام ؓنے خون کے فوارے بدن سے بہتے ہوئے دیکھا تو بول اٹھے :اللہ اکبرفزت ورب الكعبة،اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

محترم قارئین ! ذرا غورکریں آخر یہ کونسی کامیابی تھی ،جی ہاں! انہوں نے اپنے مقصود کو پالیاتھا

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی ....

جباربن سلمی جس نے حرام بن ملحان ؓ کو نیزہ مارا تھا ُس کے ذہن میں یہی سوال گردش کرنے لگا وہ سوچنے لگا: ابھی توہم نے اِسے قتل کردیاہے آخر کامیاب کیسے ہوگیا؟ اُ س سے بتایاگیاکہ یہ مسلمانوں کی نظر میں شہادت ہے ۔اب وہ پریشان ہوگیا،بھاگابھاگا مدینہ آیااوراسلام قبول کرلی ،اِس طرح قاتل اور مقتول دونوں جنتی ٹھہرے ۔

بہرکیف اللہ کے دشمن عامر کے اشارے پر حضرت حرام کوشہید کردیاگیا ،اس کے بعد اُس نے دوسرے صحابہ کو شہید کرنے کے لیے اپنے قبیلہ بنوعامر کو آواز دی ،لیکن کوئی تیارنہ ہوا ،تب اُس نے بنو سُلَیم کے تین قبیلوں عصیہ رعل اورذکوان کو آواز دی،جنہوں نے فوراً صحابہ کرام کوگھیرلیا ،صحابہ کرام نے بھی اُن کا مقابلہ کیا ،مگر سب کے سب شہید کر دئیے گئے ۔اِسی کے آس پاس میں دو صحابی اونٹ چرارہے تھے،عمروبن امیہ ضمری اور منذربن عقبہ ؓ ،دونونوہاں پہنچے ،ان میں سے منذرتو مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے لیکن عمروبن امیہ ؓ کو گرفتار کرلیا گیا،لیکن وہ قبیلہ مضر سے تھے اس لیے عامر نے اُن کو اپنی ماں کی طرف سے آزاد کردیا۔ عمروبن امیہ نے ہی مدینہ آکر اِس واقعے کی خبر دی ۔

محترم قارئین ! اللہ کے رسول ﷺ کو بئر معونہ اور رجیع کے اِن دو واقعات سے اس قدرغم لاحق ہوا کہ آپ ایک مہینہ تک لگاتار اِن قبائل کے لوگوں پر فجر کی نماز میں بددعا کرتے رہے ،اورغم لاحق ہوتا کیسے نہیں کہ ابھی احد میں ستر صحابہ شہید کئے جاچکے تھے ،اور اِدھر اَسی صحابہ کو دشمنوں نے دھوکہ دے کر شہید کردیاجو قرآن کے حافظ اور قاری تھے۔

بہرکیف ہم عرض کررہے تھے عمر وبن امیہ جنہوں نے مدینہ آکر اللہ کے رسول کو اِس واقعے کی خبر دی .... وہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ بنوکلاب کے دو آدمیوں کو دیکھا ،سمجھا کہ یہ لوگ دشمن کے آدمی ہیں،دونوں کوقتل کردیا،حالانکہ دونوں کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا عہد تھا ،مدینہ آکر اللہ کے رسول ﷺ کو یہ رپورٹ سنائی تو اللہ کے

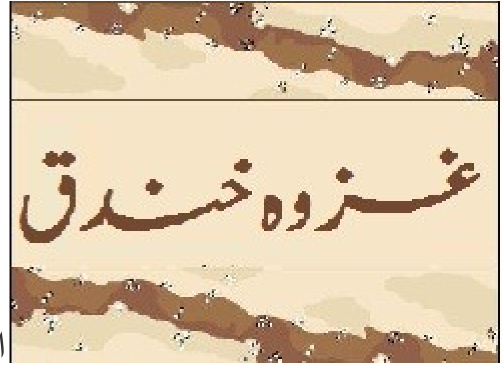
رسول ﷺ کو غصہ آیا ،آپ نے فرمایا: تم نے ایسے دوآدمیوں کو قتل کیاہے جن کی مجھے لازماًدیت دینی ہوگی ۔ سبحان اللہ!یہ ہے نبی رحمت کا فیصلہ، اپنے ستر صحابہ کی شہادت کوبرداشت کرلے رہے ہیں،لیکن دو آدمی کے قتل کی دیت دینے کے لیے تیار ہیں جی ہاں! یہی اسلام کی عظمت ہے جو آیاہی ہے دنیا میں انصاف قائم کرنے کے لیے ....اُس کے بعد اللہ کے رسول ا دیت کی رقم جمع کرنے میں جٹ گئے ،چونکہ قبیلہ بنونضیر بھی آپ کا حلیف تھا ،اس لیے ان کے پاس گئے کہ اِس دیت میں وہ مدد کریں .... یہاں پر ایک تیسرا واقعہ پیش آیا ....واقعہ کیاتھا ....قوم یہودکی سازش اور غدار ی تو مشہور ہی ہے ، حلیف ہونے کے ناطے دیت میں اُن کے لیے بھی ضروری تھا کہ مدد کریں ،لیکن انہوں نے کیاکیا ....؟ اللہ کے رسول ﷺ سے کہا ابوالقاسم ! آپ یہاں تشریف رکھئے ،ابھی ہم آپ کی ضرورت پوری کئے دیتے ہیں ۔ آپ اُن کے ایک گھر کی دیوار سے ٹیک لگاکر بیٹھ گئے،یہودی آپس میں اکٹھا ہوئے اورطے کیاکہ ایک آدمی چکی اٹھاکر اوپر لے جائے اورمحمد (ﷺ) کے سر پر گرادے ،تاکہ اِن کا صفایاہی ہوجائے ،اُسی وقت جبریل امین آئے اورآپ کو یہودکے ارادے سے باخبرکیا،آپ تیزی سے اٹھے اور مدینہ چلے گئے ۔ مدینہ آنے کے بعد آپ ﷺ نے بنونضیر کے نام ایک نوٹس بھیجا کہ دس دن میں پورا مدینہ خالی کردو ،اگر نہیں کرتے تو سب کی گردن ماردی جائے گی ۔ یہ خبر سنتے ہی سب کے رونگٹے کھڑے ہوگئے ،اورمدینہ خالی کرنے کی تیاری کرنے لگے ،لیکن اُسی بیچ منافقین کے سردارعبداللہ بن اُبی نے اُن کو اُکسایاکہ تم ہمت کیونہارتے ہو،ڈرومت ،ڈٹے رہو،ہم سب تمہارے ساتھ ہیں ،اب کیاتھا؟انہوں نے اللہ کے رسول ا کو کہلا بھیجا کہ آپ کو جو کرنا ہے کرلیجئے ہم نہیں نکل سکتے ۔ یہ پیغام جب اللہ کے رسول ﷺ کو ملا تو آپ نے صحابہ کو جمع کیا ،نکلے اور اُن کا محاصرہ کرلیا ،محاصرہ کے بعد عبداللہ بن ابی نے ہاتھ کھینچ لیا،بنوقریظہ بھی الگ تھلگ ہوگئے ،اب بنو نضیر اکیلے رہ گئے ،محاصرہ چھ رات یا پندرہ رات رہا ،اِس دوران اللہ پاک نے اُن کے دلونمیں رعب ڈال دیا،اُن کی ہمت پست ہوگئی ۔چنانچہ انہوننے اللہ کے رسول اکو

کہلوابھیجا کہ ہم مدینے سے نکلنے کے لیے تیار ہیں ،آپ رضامند ہوگئے ، اِس طرح سب خیبر میں جاکر بس گئے ۔

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

غزوہ خندق – غزوہ بنوقریظہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت کے چوتھے سال اور اُس سے پہلے مدینہ اوراُس کے آس پاس میں جو حکیمانہ اقدامات کیے تھے، اِس کی وجہ سے امن وامان قائم ہونے لگاتھا، اوریہ اشارے مل رہے تھے کہ اب فتنے قائم نہ ہوں گے، بنونضیر کو خیبر جلاوطن کرنے کے بعد ڈیڑھ سال تک کوئی واقعہ پیش نہ آیا، لیکن یہوں جن کو عیسی علیہ السلام نے سانپ اور سانپوں کی اولاد کہا ہے یہ کب مسلمانوں کو امن وامان سے رہنے دینے والے تھے۔ خیبرمیں پہنچنے کے بعد سازش شروع کردی۔ یہود کے بیس لیڈر قریش کے پاس گئے اور اُن کو اُکسایا کہ تم لوگ محمد سے جنگ کرو اور ہم تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں، اُس کے بعد یہ لوگ بنو غطفان کے پاس آئے اوراِن کو بھی تیار کرلیا، اُس کے بعد بقیہ عرب قبیلوں میں گھوم

گھوم کر لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرلیا۔ اِس طرح عرب کے سارے قبائل کو ملاکر مدینہ پر ایک بار دھاوا بولنے کا پلان بنالیا۔ پروگرام کے مطابق سارے قبائل اکٹھا ہوگئے، دس ہزار کی تعداد میں تھے اور سب کا یہی نعرہ تھا کہ اسلام اورمسلمانوں کو مٹادینا ہے ۔

اللہ کے رسول ﷺ کو جب اِس سازش کا پتہ چلا توآپ نے صحابہ کو اکٹھا کیا اوراُن سے مشورہ لیا، سلمان فارسی ؓ نے مشورہ دیا کہ ہم اپنے گرد خندق کھود لیں کہ دشمن ہم تک نہ پہنچ سکیں گے، یہ تجویز بہت اچھی تھی، آپ ﷺ نے اور سارے صحابہ نے اِسے پسند فرمایا اور خندق کھودنے لگے، ہر دس آدمی کو چالیس ہاتھ حندق کھودنے کا کام سونپ دیا گیا تھا، اللہ کے رسول ﷺ خود خندق کھودنے میں مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے ، ایک طرف مسلمان محنت کا کام کر رہے تھے تو دوسری طرف بھوک کی شدت سے اُن کی حالت خراب ہورہی تھی ،ایک بار ابوطلحہ نے اللہ کے رسولﷺ کے پاس بھوک کی شکایت کی اور اپنا پیٹ کھول کرایک پتھر دکھلایاتو رسول اللہ ﷺ نے اپنا پیٹ کھول کر دو پتھر دکھلائے ۔حضرت جابر ؓ کو ایک روز دیکھا نہ گیا تو انہوں نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اوراُن کی بیوی نے ،ڈھائی کیلو جو پیسا ،پھر رسول اللہ ﷺ کو تنہائی میں کہا کہ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر چلیں اورہمارے پاس کچھ تناول فرمائیں، لیکن اللہ کے رسول ﷺنے تمام اہلِ خندق کو ساتھ میں لے لیا جن کی تعداد ایک ہزار تھی ، جابرپریشان اور ادھر بیوی بھی پریشان کہ کھانا چند آدمیوں کے لیے بنا اور اِتنے لوگ آگئے، لیکن لے کرتو رسول اللہ آئے ہیں نا .... اطمینان ہوا ، اللہ کے رسول سب کو کھلاتے گئے ،ایک ہزار لوگوں نے پیٹ بھر کر کھالیا،اورگوشت اور آٹا ویسے ہی برقرار رہا ۔ یہ تھا معجزہ نبی پاک ﷺ کا ....

مسلمانوں نے خندق کھودنے کا کام مسلسل جاری رکھا،یہاں تک کہ خندق کی کھدائی مکمل ہوگئی،ادھر ابوسفیان اوراُس کے پیروکار چار ہزار کا لشکر لے کر آئے اور دوسری طرف غطفان اور اُن کے پیروکار چھ ہزار کا لشکر لے کر آگئے ،دس ہزار کی تعداد میں فوج مسلمانوں کو مٹانے کے لیے آئی تھی ....دھیرے دھیرے یہ لوگ مدینہ

کے قریب پہنچے ،لیکن یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ اُن کے اورمسلمانوں کے درمیان خندق حائل ہے ،یہ دیکھ کر ابوسفیان نے بے ساختہ کہا: یہ ایسی چال ہے جس کو عرب جانتے ہی نہیں ۔ غصے سے خندق کا چکر کاٹنے لگے ،وہ ایسی جگہ میں تلاش میں تھے جہاں سے خندق پار کرسکیں لیکن مسلمان اُن پر تیر برساکر اُنہیں خندق کے قریب آنے نہیں دے رہے تھے ،تاکہ اُس میں وہ کو دبھی نہ سکیں اور نہ مٹی ڈال کر برابر کر سکیں ۔مرتے کیا نہ کرتے پورے مدینہ کا محاصرہ کرلیا، مسلمان بھی اُ ن پر ہر طرف سے تیر برسارہے تھے ،مشرکین نے کئی بار کوشش کی کہ گھس جائیں اور پورا پورا دن لگادیا،لیکن کامیاب نہ ہوسکے ،اورادھر مسلمان بھی دفاع میں ڈٹے رہے ،یہاں تک کہ مسلمانوں کی کئی نمازیں بے وقت ہوگئیں ....ایسے وقت میں اللہ کے رسول نے دشمنوں کو بددعا دی : ملا اللہ بیوتهم وقبورهم نارا کما حبسونا وشغلونا عن الصلاة الوسطی "اللہ اُن کے گھرونکو اور ان کی قبرونکو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں نماز عصر کی ادائیگی سے مشغول کر دیا ۔"

بہرکیف مسلمانوں کا مورچہ مدینہ کے شمال میں تھا اوربنو قریظہ مدینہ کے جنوب میں تھے ،اب تک بنوقریظہ مسلمانوں کے ساتھ تھے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اُن کا معاہدہ تھا ،جب بنوقریظہ نے دس ہزار کا لشکر دیکھا تو مرعوب ہوگیا،اُسی طرح بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب نے باضابطہ بنوقریظہ کے پاس جاکر ان کو اُکسایااورعہد توڑنے پر آمادہ کیا کہ دونوں یہود تھے ،اِس طرح وہ عہد شکنی کر بیٹھے ۔ بنوقریظہ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کے بیچ کوئی رکاوٹ نہ تھی ،اللہ کے رسول ﷺ کو اِس کی خبر ملی تو بہت پریشان ہوئے ،صحابہ کرام کی بھی پریشانی دوگنی ہوگئی ،اللہ کے رسول ﷺ نے فوراً بنوقریظہ کی طرف تین سو آدمیوں کو بھیجا کہ کم سے کم عورتوں اور بچوں کی حفاظت ہو سکے ،جب صحابہ بنوقریظہ کے پاس گئے تو انہوں نے گالیاں بکنی شروع کردیں ،اللہ کے رسول ﷺ کی اہانت کرنے لگے اورڈھٹائی سے جواب دیا کہ ہمارے اور محمد کے بیچ کو ئی معاہدہ نہیں ۔ اب مسلمانوں کی جو حالت

ہوئی تھی قرآن نے اُس کا نقشہ کھینچا ہے :واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجرَ وتظنون باللہ الظنونا ، ھنالک ابتلی المومنون وزُلزلوازِلزالا شدیدا

"جب نگاہیں کج ہوگئیں ،دل حلق کو آگئے ،اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے ،اُس وقت مومنین کو آزمایاگیا اوراُنہیں شدت سے جھنجھوڑدیاگیا ۔"

یہاں پر نفاق بھی کھل کر بولنے لگا: منافقین نے کہا: محمدتو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ ہم قیصروکسری کے خزانے کھائیں گے اور یہاں یہ حالت ہے کہ قضائے حاجت کے لیے نکلنے میں بھی جان کی خیر نہیں ۔

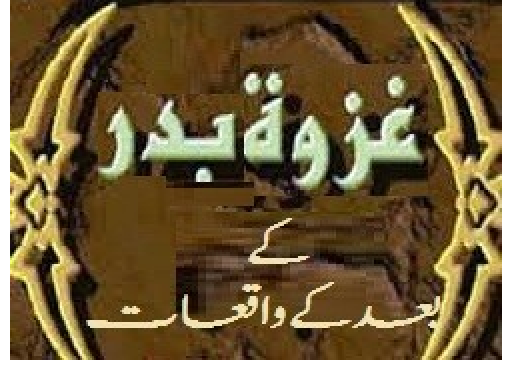
بہرحال جب اللہ کے رسول ﷺکو بنوقریظہ کی غداری کی خبر ملی تو آپ کو بہت قلق ہوا ۔ آپ نے اپنا چہرہ اور سر کپڑے سے ڈھک لیا اور دیر تک چت لیٹے رہے ،پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھے اور مسلمانوں کو فتح ونصرت کی خوش خبری دی ۔

ادھر اللہ پاک نے احزاب کے لوگوں میں پھوٹ ڈال دیا ،ہر ایک دوسرے کے تئیں شک میں پڑگئے ،مسلمان دعا کررہے تھے : اللھم استر عوراتنا وآمن روعاتنا اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرمااور ہمیں خطرات سے مامون کردے ۔ نبی اکرم ﷺ بھی دعا فرمارہے تھے ،اللھم منزلَ الکتاب ،سریع الحساب ،اھزم الاحزاب ،اللھم اھزمھم وزلزلھم "اے اللہ تو اُنہیں شکست دے دے اور جھنجھوڑ کر رکھ دے ۔"

اللہ پاکﷺ نے دعا قبول کی اورمشرکین پر سخت ہواوں اور فرشتوں کا لشکر بھیج دیا جس نے اُن کو ہلا ڈالا ،اُن کے دلونمیں رعب ڈال دیا،اُن کی ہانڈیاں اُلٹ دیں ، اُن کے خیموں کواکھاڑ پھینکا ،اور سردی نے الگ مارماری ، اِس طرح اُن کی کوئی چیز ایک جگہ نہ ر ہ سکی ۔ چنانچہ انہوں نے کوچ کرنے کی تیاری شروع کردی ۔ یہ جنگ مدینہ کو تباہ کرنے کے لیے سب سے بڑی کوشش تھی ۔ کہ سارے قبائل اسلام کے خلاف اکٹھا ہوگئے تھے ۔ لیکن پھر بھی ہار گئے ۔

غزوہ بدرکے بعد

الحمدﷲ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



جنگ بدرمیں مسلمانوں کی جیت کے بعد کا واقعہ ہے ، قریش کے دو شیطان عمیربن وہب الجمحی اور صفوان بن امیہ حطیم میں بیٹھے بدر کے مقتولین کے بارے میں بات کررہے تھے، صفوان نے کہا : اللہ کی قسم ایسی ذلت کے بعد جینے کا کوئی مزہ نہیں ۔ عمیر نے ہاں میں ہاں ملایااورکہا : بالکل تم سچ کہتے ہو ،دیکھو! واللہ !اگرمیرے پاس قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کے لیے میرے پاس کچھ نہیں اوراہل وعیال نہ ہوتے ، جن کے بارے میں اندیشہ ہے کہ میرے بعد ضائع ہوجائیں گے تومیں سوار ہوکر محمد کے پاس جاتا اوراُس کاکام تمام کردیتا ۔ اورویسے بھی میرے وہاں جانے کی ایک وجہ بھی بن سکتی ہے کہ میرا بیٹا اُن کے ہاں قید ہے ۔ خبیث صفوان نے اُسی وقت فوراً کہا کہ ہم تیرے قرض کی ذمہ داری لیتے ہیں اور تمہارے اہل وعیال کی بھی ذمہ داری لیتے ہیں ،جاومنصوبے کو نافذ کرکے آو "

عمیر نے کہا:اچھا تو ٹھیک ہے ،بس معاملے کو رازمیں رکھنا ،کسی تیسرے کو معلوم نہ ہونے پائے ۔ صفوان نے کہا: ٹھیک ہے میں ایساہی کروں گا۔ عمیر نے تلوار کو تیز کرایا،زہرآلودکرائی اورمکہ سے روانہ ہوگیا،مدینہ پہنچا اورمسجد نبوی کے دروازے پر اونٹنی بٹھا ہی رہا تھا کہ عمر فاروق ؓ نے اُسے دیکھ لیا ۔سوچا: یہ اللہ کا دشمن کسی بُرے

ارادہ سے آیاہے ،فوراً اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گئے اور خبردیاکہ عمیر تلوارلٹکائے آیا ہے ، آپ نے فرمایا: اُسے میرے پاس لاو۔ عمر فاروق ؓ نے اُس کی تلوار کو اُس کے گلے کے پاس سے تھامے ہوئے اُسے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا ۔اللہ کے رسول ﷺ نے جب دیکھا کہ عمراُس کی تلوار کو تھامے ہوئے ہیں تو فرمایا: عمر ! اِسے چھوڑ دو ،اور عمیر !تم قریب آواُس نے قریب آکر کہا : صباح الخیر ، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک نے ہمیں ایسے تحیہ سے نوازا ہے جو تمہارے تحیہ سے بہتر ہے ، یعنی سلام ۔ اُس کے بعد آپ نے پوچھا: اچھا بتاوعمیر ! تم کیونآئے ہو، اُس نے کہا : یہ قیدی جو آپ کے قبضے میں ہے اُسی کے لیے آیا ہوں،آپ لوگ اُن پر احسان فرمائیں ۔ پوچھا: توپھریہ تلوارتمہاری گردن میں کیوں لٹکی ہوئی ہے ؟ اُس نے کہا: اللہ اِن تلواروں کا بُرا کرے ،یہ کب ہمیں کام آئی ہیں ؟ آپ نے فرمایا: سچ سچ بتاو،کیوں آئے ہو؟ اُس نے کہا: بس اِسی قیدی کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ سچ بتاوکیا یہ حقیقت نہیں کہ تم اور صفوان حطیم میں بیٹھے بد ر کے مقتولین کے بارے میں باتیں کررہے تھے، تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور اہل وعیال کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہاں سے جاتا اورمحمد کو قتل کردیتا ۔اُس پر صفوان نے تمہارے قرض اور اہل وعیال کی ذمہ داری لی بشرطیکہ تم مجھے قتل کردو ،لیکن یاد رکھو ! اللہ میرے اور تمہارے بیچ حائل ہے ۔ عمیر یہ سن کر حیران رہ گیا،اوراُسی وقت بول اُٹھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ ۔ اُس نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دین کی ہدایت دی اورمجھے یہاں ہانک کر لے آیا۔ اللہ اکبر دیکھا ! کیسے کیسے لوگوں کو ہدایت ملتی ہے ۔ بہرکیف اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ....اِسے دین سکھاو،قرآن پڑھاو اوراِس کے قیدی کو آزاد کردو۔ ادھر صفوان لوگوں سے کہتا پھرتا تھا کہ چند دنوں میں تمہیں ایسی خبر سناوں گا کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی ۔ بالآخر اُسے کسی نے بتا دیا کہ عمیر مسلمان ہوچکا ہے، یہ سن کر صفوان نے قسم کھائی کہ اُس سے کبھی بات نہ کرے گا ۔ عمیر

اسلام سیکھ کر مکہ آئے اور اسلام کی تبلیغ مکہ میں شروع کردی، اُن کے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے ۔

محترم قارئین! جنگ بدر کے بعد ایک طرف قریش کے سینوں میں انتقام اور بدلہ کا لاوا پک رہا تھا ،جس کی واضح مثال یہ واقعہ ہے،کہ کیسے نبی رحمت کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن اِسلام کے ہوکر رہ گئے ، ایک طرف تو یہ دشمنی تھی تو دوسری طرف بدر کی جنگ نے مسلمانوں کی دھاک بھی بٹھادی تھی، اِسی لیے مدینہ میں چند یہودیوں نے اپنا مفاد حاصل کرنے کے ارادہ سے دکھلاوے کے لیے اسلام قبول کرلیا جس میں عبداللہ بن ابی اوراُس کی جماعت کے لوگ تھے ....مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے ، اُن میں سے ایک قبیلہ بنوقینقاع تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں قدم رکھنے کے بعد یہودیوں سے بھی معاہدہ کیا تھا لیکن سب سے پہلے بنوقینقاع والوں نے عہد شکنی کی، بدر کے بعد مسلمانوں سے کھل کر دشمنی کا اظہار کرنے لگے، مسلمانوں میں خلفشار مچاتے ،جو مسلمان اُن کے بازارمیں جاتا اُن کا مذاق کرتے ، انہیں تکلیف پہنچاتے یہاں تک کہ مسلمان عورتوں سے بھی چھیڑ خوانی شروع کردی ۔اللہ کے رسول ﷺ نے بنوقینقاع کے بازارمیں یہود کو جمع کیا او راُنہیں نصیحت کی، معاہدے کی یاد دہانی کرائی اور امن قائم رکھنے کی تاکید کی تو اُلٹے اللہ کے رسول ﷺ پر برس پڑے ، کہنے لگے : محمد! آپ خودفریبی میں مبتلا نہ ہوں، قریش جیسے اناڑی لوگوں سے جنگ میں میدان جیت لینا کوئی کمال کی بات نہیں ،اگر ہم سے جنگ ہوگئی تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں ۔ بنو قینقاع کے جواب کا صاف صاف مطلب تھا اعلان جنگ، لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے صبر سے کام لیا اوروہاں سے چلے آئے ۔

ایک دن کی بات ہے، ایک عرب عورت بنوقینقاع کے بازارمیں کچھ سامان بیچ کر کسی ضرورت کے لیے ایک سنار کے پاس بیٹھی، وہ یہودی تھا، یہودیوں نے اُس کا چہرہ کھلوانا چاہا، مگر اُس نے انکار کردیا۔ اِس پر اُس یہودی سنار نے چپکے سے اُس کے کپڑے کا نچلا حصہ پچھلی طرف باندھ دیا۔ اور اُسے کچھ خبر نہ ہوئی ،جب وہ اُٹھی تو

بے پردہ ہوگئی ، یہ دیکھ کر یہودیوں نے خوب قہقہہ لگایا،اِس پر اُس عورت نے چینخ وپکار لگائی جسے سن کر ایک مسلمان نے اُس سنار پر حملہ کردیااور اُسے مارڈالا ۔ جواب میں یہودیوں نے بھی اُس پر حملہ کرکے اُسے مارڈالا، دونوں طرف سے شور اور ہنگامہ ہوا ، نتیجہ کے طور پر دونوں فریق میں بلوہ ہوگیا اب رسول اللہ ا نے اُن کا محاصرہ فرمالیا، یہ دو ہجری 15شوال ہفتہ کا دن تھا ۔ پندرہ دن گذرگئے تھے کہ ذی القعدہ کی چاند رات انہوں نے ہتھیارڈال دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں اذرعات شام کی طرف جلاوطن کردیا۔

محترم قارئین !بنوقینقاع کا فتنہ تو ختم ہوگیاتھا لیکن دوسری طرف ایک دوسرے یہودی کعب بن اشرف کا فتنہ ابھی باقی تھا ....کعب بن اشرف اُن یہودیوں میں سے تھا جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے معاہدہ کیا تھا ،لیکن اُس نے معاہدہ شکنی کی ،رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ،اورمسلمان عورتوں کے متعلق غزلیہ اشعار کہتا تھا،جب بدر میں قریش شکست کھاگئے تو قریش کو اُکسانا شروع کردیا، باضابطہ وہ مکہ گیا، قریش کے لیڈروں کی غیرت کو جگایا،اُن کی تعریف کی ،اورانہیں مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا، یہ بھی کہا کہ تم تو مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہو ، اُن کا جلد صفایاکرو، اِس طرح جب اُس کی شرارت میں آئے دن اضافہ ہونے لگا تو ایک روز اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے ، چنانچہ چند صحابہ نے مل کر اُس کا کام تمام کردیا ۔

ایک اور واقعہ جنگ بدر کے بعد کا ہے ....ابوسفیان جو قریش کا سرکردہ لیڈر تھا .... اُس نے بدر کی جنگ میں ہارنے کے بعد یہ نذر مانی تھی کہ جب تک محمد سے جنگ نہ کرلوں گا ہمارے سر کو پانی نہ چھوئے گا ،چنانچہ وہ دو سو سواروں کے ساتھ نکلا ،اورمدینہ کے قریب "عریض " نامی ایک جگہ پر چھاپا مارا،کھجورکے کچھ درخت کاٹ دئیے، کھیتوں کو جلادیا،اور دو آدمیوں کو قتل کرکے بھاگ نکلا ۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اِس کی خبر بھی نہ ہوئی تھی ، جب پتہ چلا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اُن کا پیچھا کیا،جب

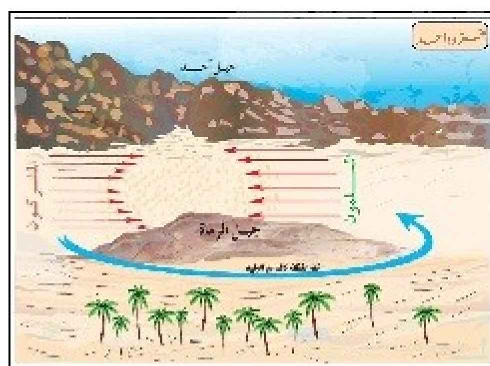
تک وہ نکل گئے تھے، اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انہوں نے ستو اور توشے جو اُن کے ساتھ تھے راستے میں پھینک دیئے تھے ۔ اورسویق عربی زبان میں ستو کو کہا جاتا ہے ، اِسی لیے اِس غزوہ کو غزوہ سویق کہتے ہیں ۔

محترم قارئین ! انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اِن شاءاللہ کل ٹھیک اِسی وقت سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھرملیں گے، تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

غزوہ احد وحمراء الاسد

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد

غزوہ احد ....وہ غزوہ جس کے تعلق سے سورہ آل عمران میں 58 آیتیں اُتریں،.... وہ غزوہ جس سے مسلمانوں نے سیکھا کہ جب پریشانیاں آتی ہیں تو اُس میں مومنوں اورمنافقوں کی تمیز ہوجاتی ہے، .... وہ غزوہ جس میں محبت رسول کے مختلف نمونے دیکھنے کو ملے، ....وہ غزوہ جس نے یہ سبق دیا کہ گناہ شکست کی بنیادی وجہ ہے .... جی ہاں یہ ہے غزوہ احد ....



ہجرت کا تیسرا سال ہے اور شوال کامہینہ ....جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے قریش کا لشکر احد کے مقام پر پہنچ چکا ہے ،تین ہزار فوجی ہیں ،تین سو اونٹ ہے ، دو سوگھوڑے ہیں اور سات سو

زرہیں ہیں،فوج کے ساتھ عورتیں بھی ہیں جو لشکر میں بہادری پیدا کرنے کے لیے آئی ہوئی ہیں ،سپہ سالار ابوسفیان ہے ۔

ادھر اللہ کے رسول ﷺکو لشکر کے آنے سے ایک ہفتہ پہلے خبر مل چکی تھی ، آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا ،اور عصرکی نماز کے بعد آپ نے جبل احد کا رخ کیا، شوط نامی جگہ پر آئے تو عبداللہ بن ابی نامی شخص نے بغاوت کی ....جی ہاں وہی عبداللہ بن ابی جو منافق تھا ....اوراپنی چالبازی سے مسلمانوں کی ہمت پست کرنا چاہتا تھا ۔ چنانچہ اُس نے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس پلٹ گیا ، مسلمانوں کی تعداد پہلے ایک ہزار تھی ، اب سات سو باقی بچ گئے تھے ۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ احد پہاڑی کی گھاٹی میں اُترے اوریہیں لشکر کو مرتب فرمایا، حضرت عبداللہ بن جبیرانصاری ؓکے کمان میں پچاس تیراندازوں کو مقررفرمایا اور انہیں تاکید کردی کہ مسلمان چاہے فتحیاب ہوں چاہے شکست کھائیں تمہیں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہونا ہے ۔ مشرکین بھی پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں آچکے تھے ،جب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے تو قریش کی طرف سے طلحہ بن ابی طلحہ نمودار ہوا اورمقابلے کی دعوت دی ،جواب میں حضرت زبیر بن عوام ؓ آگے آئے، شیر کی طرح جست لگائی، اُسے اپنی گرفت میں لے لیا ،زمین پر کود گئے اور اُسے تلوار سے ذبح کر دیا، اُس کے بعد ہر طرف جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھے ۔ سارے مسلمان جوانمردی اور بہادری کا مظاہرہ کر رہے تھے ،اُس دن ابودجانہ ؓ اور حمزہ ؓ نے ریکارڈ قائم کیا ۔

جنگ زوروں پرتھی .... ایک کالا کلوٹا حبشی "جسے وحشی کے نام سے پکارتے تھے ،کسی ایک شخص کی تلاش میں ہے ، وہ جنگ کرنے نہیں آیا ہے بلکہ آزادی حاصل کرنے آیا ہے ،اُس کے آقا نے اُس سے یہی وعدہ کیاتھا کہ احد کے دن اگر تونے حمزہ کو قتل کردیاتو تجھے آزاد کردوں گا ،چنانچہ اُس کی نگاہ ٹکی تھی تو سیدنا حمزہ ؓ پر.... چنانچہ وحشی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر حضرت حمزہ کی تاک میں بیٹھ گیا

،جب وحشی نے حضرت حمزہ کو دیکھا تو فوراً اُن کی طرف نیزے کا رخ کیا اور اچھال دیا ۔اس طرح حضرت حمزہ شہید ہوگئے ۔

شروع میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا، مشرکین شکست کھاکر بھاگنے لگے، جوش دلانے والی عورتیں بھی بھاگیں، مسلمان انہیں مار بھی رہے تھے اورمال غنیمت بھی سمیٹ رہے تھے، لیکن عین اُسی موقع پر تیراندازوں نے بہت فاش غلطی کی ،اللہ کے رسول ﷺ نے ہرحالت میں اُن کو وہیں جمے رہنے کے لیے کہا تھا ، چاہے میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہے یا کافروں کے ....بات بالکل واضح تھی ، لیکن غنیمت کے چکر میں اُن کے چالیس آدمی پہاڑ سے نیچے اُتر آئے، خالد بن ولید....جو ابھی اسلام قبول نہیں کئے تھے، انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اورپہاڑ کی طرف سے حملہ کرکے اُن دس آدمیوں کا صفایا کردیا۔ پھر پہاڑ کے پیچھے سے آکر مسلمانوں کی پشت پر آگئے ۔........اللہ کے رسول ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے ،آپ کے ساتھ سات انصار اور دو مہاجرین تھے، جب آپ نے پہاڑکے پیچھے سے خالد کی فوج کو نکلتے دیکھا تو مسلمانوں کو بلند آواز سے پُکارا : "اللہ کے بندو ! میری طرف آو "۔ اِس آواز کو مسلمانوں سے پہلے مشرکین نے سن لیا جو آپ سے زیادہ قریب تھے، اُن کے ایک دستے نے تیزی سے اُپ ﷺ کا رخ کیا کہ مسلمانوں کے آنے سے پہلے آپ ﷺ کا کام تمام کردے اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: من یردھم عنی ولہ الجنة کون ہے جو اُن کو ہم سے دور کرے اور اُس کے لیے جنت ہے ۔ اِس پر ایک انصاری آگے آئے اور اُن سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے ،آپ نے پھر یہی فرمایا: کون ہے جو اُن کو ہم سے دور کرے اوراُ س کے لیے جنت ہے ۔ اب ایک دوسرے صحابی آگے آئے ، اُن کو پیچھے دھکیلتے رہے اورمقابلہ کرتے رہے،یہاں تک کہ شہید ہوگئے ۔ پھر تیسرے نے ،پھر چوتھے نے....یہاں تک کہ ساتوں انصاری اللہ کے رسول کی حفاظت میں شہید ہوگئے۔ سب اپنا سینہ سامنے کردیا کرتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ دشمنوں کے تیر سے محفوظ رہیں، اِس طرح ساتوں کے سینے چھلنی ہوگئے لیکن رسول اللہ کو نقصان پہنچنے نہ دیا ۔ اللہ

کے رسولﷺ کے پاس اب صرف دو آدمی بچ گئے تھے ایک طلحہ بن عبیداللہ دوسرے سعدبن ابی وقاص ؓ ....دونوں بار بار تیر چلا رہے تھے، لیکن دشمن کی تعداد زیادہ تھی، مشرکین نے حملے کا پورارُخ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف کرلیاتھا ، اللہ کے نبی ﷺ پر پتھر پھینک رہے تھے،ابن قمیئہ کے پتھر سے نبی پاک کی پیشانی زخمی ہوگئی، ابن ہشام کے پتھر سے آپ ﷺ کا بازو زخمی ہوگیا، عتبہ کے پتھر سے نبی پاک کے چار دانت ٹوٹ گئے، پھر آپ ایک غار میں گرگئے، خبر عام ہوگئی کہ اللہ کے رسولﷺ شہید کردیئے گئے۔ لیکن پھر کچھ دیر کے بعد مسلمان پلٹنا شروع ہوگئے، البتہ تیراندازوں کی غلطی سے مسلمانوں کا بھاری نقصان ہوا۔ ....اِس جنگ میں مشرکین کے22 یا 37 لوگ مارے گئے جبکہ ستر صحابہ شہید ہوئے، شہیدوں میں ایک لاش ایسی بھی تھی جس سے پانی ٹپک رہا تھا ....جی ہاں پانی ٹپک رہا تھا ....کیوں؟ اِس لیے کہ فرشتوں نے اُسے غسل دیاتھا، یہ ایک نوشہ کی لاش تھی جو نئی نئی شادی کئے تھے ،اوربیوی کے ساتھ ہی تھے کہ جنگ کی پکارہوئی ، غسل کرنے کا موقع بھی نہ مل سکا، بیوی کو چھوڑ کر میدان جنگ میں چلے گئے اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے ، یہ حنظلہ ؓ ہیں جن کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سارے شہداء کو غسل اور نمازکے بغیر اُن کے لباس کے اندرہی وہیں میدان احدمیں دفن کردیا۔

رسول اللہ ﷺ نے شہدا کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا، راستے میں کچھ عورتیں ملیں جن کے رشتے دار شہید ہوگئے تھے، بنو دینار کی ایک خاتون بھی آئیں جس کے شوہر ،بھائی اور باپ تینوں شہید ہوگئے تھے ،جب اُنہیں اُن لوگوں کی شہادت کی خبردی گئی تو کہنے لگیں پہلے بتاو رسول اللہ کا کیا ہوا ؟ لوگوں نے کہا: الحمدللہ تم جیسا چاہتی ہو ویسے ہی ہیں ۔ خاتون نے کہا : ذرا مجھے آپ کو دکھلادو ۔ لوگوں نے اشارہ کیا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ ۔ جب اُن کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھیں کل مصیبة بعدک جلل ”آپ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے “۔

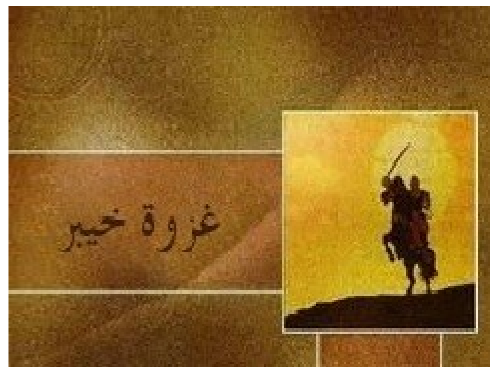
محترم قارئین ! یہ ہے غزوہ احد کی ہلکی سی جھلک ، جس میں آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام نے اللہ کے نبی ﷺ سے کیسی محبت کا ثبوت دیا ،آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں گنوابیٹھیں ، اِس غزوے سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ گناہ اور نافرمانی ناکامی کا بنیادی سبب ہے ،پچاس تیراندازوں کو کھلے لفظوں میں تاکید کردی گئی تھی کہ کامیابی وناکامی ہر حالت میں اپنی جگہ ڈٹے رہنا ،لیکن نافرمانی کی بنیاد پر جیتا ہوا میدان ہاتھ سے جاتا رہا ،جس میں درس ہے دنیا کے مسلمانوں کے لیے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرکے وہ کبھی بھی اپنے دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کرسکتے ،لیکن اِس جنگ کوکفار کی جیت کانام نہیں دے سکتے ، ہاں!غیرفیصلہ کن جنگ کہہ سکتے ہیں،جس میں نہ مسلمانوں کی فتح ہوئی نہ کافروں کی....اِس غزوے میں عام لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کی رحمت وشفقت بھی جھلکتی ہے ، ظالموں نے آپ کو خون آلود کردیاہوا ہے،لیکن پھر بھی اُن کے حق میں دعائے خیر ہی فرمارہے ہیں: اللھم اھدقومی فانھم لا یعلمون "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ جانتی نہیں ہے "جی ہاں!اگرجانتے توخون آلودنہ کرتے۔

احد کی جنگ ختم ہوچکی ہے ،مسلمان احدسے واپس ہوچکے ہیں،اِس میں وقتی طورپر مسلمانونکو نقصان ضرورہوااوریہ نقصان بھی اُن کی کمزوری کی بناپر نہیں بلکہ نبی پاک کی مخالفت کی بناپر ہواتھا کہ تیرانداز اپنی جگہ سے ہٹ گئے تھے، حالانکہ اللہ کے نبی کا حکم تھا کہ ہاریاجیت کسی بھی صورت میں وہاں سے ہٹنا نہیں ہے ۔بہرکیف اس سے دشمن کے اندرجرات پیدا ہورہی تھی ....اِسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ احد کی صبح اعلان کیا کہ نکل جاومکی لشکرسے مقابلے کے لیے ،تاکہ تمہاری قوت کا انہیں اندازہ لگ سکے ،لیکن صرف وہی نکلے جو جنگ احد میں شریک تھا ....،صحابہ زخمی ہیں،تھکان سے چورچورہیں،لیکن پکار نبی رحمت کی ہورہی ہے ،لبیک کہا اورنکل گئے ،اللہ پاک کو یہ اداپسند آئی اوراُن کی تعریف فرمائی الذین استجابوا للہ والرسول من بعد مااصابھم القرح صحابہ نے حمراءالاسد پہنچ کر پڑاوڈال دیا،مشرکین نے

روحاءپہنچ کر پڑاوڈال رکھا تھا ،آپ نے مشرکین کے دلونمیں رعب پیدا کرنے کے لیے بہت زیادہ آگ جلانے کا حکم دیا،یہاں پر قریش کا ایک شخص ابوعزہ اسلمی پکڑا گیاجسے اللہ کے رسولﷺ نے اُس کی بیٹیوں کی وجہ سے جنگ بدرمیں بنا فدیہ لیے ہی رہا کردیاتھا ،اِس شرط کے ساتھ کہ اب پھر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوگا،لیکن احد میں شریک ہوگیاتھا ،اللہ کے رسول نے اُس کے قتل کا حکم دیا،منت سماجت کرنے لگاتوآپ نے فرمایا: لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین -(بخاری) بہرکیف اللہ کے رسول ﷺابھی حمراءالاسدمیں ہی تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے خیرخواہونمیں سے ایک شخص جس کانام تھا معبدبن ابی معبدخزاعی، وہ گیا ابوسفیان کے پاس اوراُس کی ہمت پست کرنے کے لیے کہا کہ مسلمان پوری تیاری کے ساتھ تم سے مقابلہ کے لیے آرہے ہیں،ایک بھا ری لشکر ہے اُن کے ساتھ ،ابھی تم کوچ کرنے سے پہلے اُن کے ہراول دستہ کو ٹیلے سے نکلتے ہوئے دیکھ لوگے -یہ سن کر مکی لشکرکی ہمٹ ٹوٹ گئی ،اُن کے حوصلے پست ہوگئے ،اوروہ جلدی سے مکہ کوچ کرگئے - مسلمان بھی وہیں سے مدینہ پلٹ آئے -

غزوہ خیبر

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



صلح حدیبیہ کے بعد قریش کی حرکت ٹوٹ چکی تھی ،اورمسلمان ان کے شر سے محفوظ ہوچکے تھے ،رہے غطفان جو خندق میں چھ ہزار کی فوج لے کرآئے تھے تو یہ بھی اصل میں خیبر کے یہودیوں کے بہکانے کی وجہ سے تھا ،خیبرکے یہودیوں نے ہی قریش کو ،غطفان کو اور سارے عرب قبائل کو اسلام کے خلاف متحد کرکے خندق میں جمع کیا تھا، یہ اہل خیبر ہی تھے جنہوں نے بنوقریظہ کو خیانت پر آمادہ کیاتھا،یہ اہل خیبر ہی تھے جو سارے اسلام دشمنوں کو اکساتے رہتے تھے ،اور خودبھی جنگ کی تیاریاں کررہے تھے ،بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی شہید کرنے کا پلان بنالیاتھا ،یہ مسلمانوں کے لیے خطرہ کی گھنٹی بنے تھے ، خیبر میں اکٹھا ہوکر انڈے بچے دے رہے تھے ،اس لیے ضرورت تھی کہ اہل خیبر کی سرکوبی کی جائے تاکہ پورے عرب میں امن وامان قائم ہوسکے ۔

چنانچہ اہل خیبر کی سرکوبی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے تیاری شروع کردی ،انہیں صحابہ کو ساتھ لیاجو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اورواقعی مخلص تھے جن کی تعداد چودہ سو تھی ،

اللہ کے رسول ﷺنے رات بالکل خیبر کے قریب گذاری ،اور صبح علی الصباح خیبر میں داخل ہوئے تو اُس وقت خیبر والے کھیت میں کام کرنے کے لیے نکل رہے تھے ،اسلامی لشکر کو دیکھا تو بھاگتے ہوئے آئے ،اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر خربت خیبر اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساءصباح المنذرین” اللہ اکبر خیبر تباہ ہوا ، اللہ

اکبر خیبر تباہ ہوا ،جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُترتے ہیں تو اُن ڈرائے ہوئے لوگونکی صبح بُری ہوجاتی ہے "۔

محترم قارئین ! جس رات اللہ کے رسول ﷺ خیبر کی حدود میں داخل ہوئے آپ نے فرمایا: "میں کل جھنڈاایک ایسے آدمی کو دونگا جو اللہ اوراس کے رسول سے محب کرتا ہے او راللہ اور اسکے رسول اُس سے محبت کرتے ہیں ،رات بھر لوگ اسی فکر میں رہے کہ پتہ نہیں کون خوش نصیب ہے جس کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے، صبح صبح جب لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں اکٹھا ہوئے تو آپ ﷺ نے پکارا: علی کہا ں ہیں ؟لوگوننے کہا: یارسول اللہ ! اُن کی تو آنکھ آئی ہوئی ہے ۔ آپ نے فرمایا: اُنہیں بلاو،وہ آئے ،آپ ﷺ نے اُن کی آنکھ میں اپنے منہ کا لعاب لگایااور دعا فرمائی ،اللہ کی شان کہ اُسی وقت ٹھیک ہوگئے ،گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی ،پھرنبی پاک ﷺ نے اُن کو جھنڈا عطافرمایااورکہا : اطمینان سے جاو،یہاں تک کہ اُن کے میدان میں اُتر و،پھر انہیں اسلام کی دعوت دو ،فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیرلک من حمر النعم اللہکی قسم ! تمہارے ذریعہ اللہ تعالی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تویہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے "۔ .... خیبر کی آبادی دو علاقونمیں بٹی ہوئی تھی اور ہر علاقے میں کئی قلعے تھے ،حضرت علی ؓ سب سے پہلے قلعہ ناعم کے پاس گئے ، اور یہود کو اسلام کی دعوت دی ،انہوں نے اسلام کی دعوت کو رد کردیا اور اپنے بادشاہ مرحب کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار ہوگئے ،سب سے پہلے خیبرکابادشاہ مرحب میدان میں آیا جس کا مقابلہ کرنے کے لیے عامر ؓ نکلے ،دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا ، لیکن عامر ؓ زخمی ہوگئے تو مرحب کے مقابلے کے لیے حضرت علی ؓ تشریف لے گئے ،آپ یہ شعر کہہ رہے تھے

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

کلیث غابات کریہ المنظرۃ

”میں وہ شخص ہوں کے میری ماں نے میرا نام حیدریعنی شیر رکھا ہے ،جنگل کے شیر کی طرح خوفناک “۔

اُس کے بعد مرحب کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ وہیں پر ڈھیر ہوگیا اور حضرت علی ؓکے ہاتھو نقلعہ ناعم فتح ہوا ۔ اُس کے بعد مسلمانوں نے دوسرے قلعہ صعب بن معاذ کا رخ کیاجس پر زور وں کے رن کے بعدقابض ہوئے ۔ پھر قلعہ زبیر کو فتح کیا ،اس کے بعد قلعہ ابی کو فتح کیا ، سارے قلعوں میں سخت ترین قلعہ ’قلعہ نزار‘ تھا لیکن وہ بھی فتح ہوگیا،

اب تک خیبر کا آدھا حصہ فتح ہوچکا تھا ،اب مسلمانوں نے دوسرے حصہ کا رخ کیا ،بات یہ تھی کہ جو قلعہ فتح ہوتا تھا یہود اُس سے نکل کر دوسرے قلعونمیں چلے جاتے تھے ،جب اللہ کے رسول ﷺ نے کتیبہ علاقے کا محاصرہ کیا تو چودہ روز تک محاصرہ جاری رہا،جب یہودکو تباہی کا یقین ہوگیاتو صلح کے لیے قلعہ سے نکلے ۔اللہ کے رسول ﷺ نے صلح اِس شرط پر منظور کرلی کہ سب خیبرسے نکل جائیں گے ،اُن کی جان بخشی کردی جائے گی ،اُن کے بال بچے اُن کے ہی پاس رہیں گے ۔....خیبر کے یہودیوں کے تئیں معاہدہ تو یہی تھا کہ انہیں خیبر سے نکل جانا ہے ،لیکن پھر انہوں نے اللہ کے رسول ﷺسے گذارش کی کہ انہیں اسی سرزمین میں رہنے دیاجائے ،چانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اُن کا رہنا منظورکرلیااور خیبر کی زمین اِس شرط پر اُن کے حوالے کردی کہ ساری کھیتی اور تمام پھلوں کی پیداوار کا آدھا حصہ یہودکا ہوگا ۔

اسی غزوہ میں خیبر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی صفیہ قید یونمیں لائی گئیں،اللہ کے رسول ﷺ نے اُن پر اسلام پیش کیا انہوننے اسلام قبول کرلیا ،چنانچہ صحابہ کرام کے مشورے سے آپ نے انہیں آزاد کرکے اُن سے شادی کرلی ۔اس طرح صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بن گئیں ۔

محترم قارئین ! آپ نے دیکھا کہ نبی رحمت ﷺ نے یہود کی اِتنی غداری اور بے وفائی کے باجود کیسے اُن پرحسان کیا ،اور خیبر میں رہنے کا موقع عنایت فرمایا،ان سارے

احسانات کے باوجود چند ہی دنونمیں جبکہ اللہ کے رسول خیبر ہی میں تھے کہ اُن کی بے وفائی لوٹ آئی،اپنے محسن کے قتل کے درپے ہوگئے ، پلان کے مطابق ایک یہودیہ جس کا نام زینب بنت حارث تھا ،اُس نے اللہ کے رسول کی خدمت میں زہرآلود گوشت پیش کیا،اُسے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو بازو زیادہ پسند ہے ،اِس لیے اُس نے بازومیں زیادہ زہر ملایا،اُس کے بعداللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا ،اللہ کے رسولﷺ نے اُس کا ایک ٹکڑا چبایالیکن نگلنے کی بجائے تھوک دیااورفرمایا: یہ ہڈی مجھے بتارہی ہے کہ اِس میں زہر ملایاگیاہے ۔ فوراً زینب کو بلایاگیااور اُس سے پوچھا گیا :کہ کیاتم نے ایسی حرکت کی ہے؟ اُس نے اقرار کرلیا ،کہ ہاں میں نے ایسا کیا ہے ۔پوچھاگیا: تونے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا : میں نے سوچا کہ اگر یہ بادشاہ ہے تو ہمیں اُس سے راحت مل جائے گی اوراگر نبی ہے تو اُسے خبر دے دی جائے گی ۔ اِ س پر آپ نے اُسے معاف کردیا ۔ لیکن آپ کے ساتھ کھانے والونمیں بشر بن براءؓ بھی تھے جنہوں نے ایک ٹکڑا نگل لیا تھا اوراسی سے اُن کی موت ہوگئی،چنانچہ قصاص کے طور پر اللہ کے رسولﷺ نے اُس عور ت کو قتل کرادیا ۔

محترم قارئین ! جب اللہ کے رسول ﷺ یہود کے شر کو ختم کرنے میں کامیاب ہوگئے تو اب تیسرے بازوبنو غطفان کی طرف دھیان دیا،یہ اصل میں بدّولوگ تھے جو نجد کے علاقے میں خیمونمیں رہتے تھے اورلوٹ مار کرتے تھے ،اِن سے مقابلہ کیا کرتے ،بس اِن کو ڈرانا دھمکانا مقصود تھا ،اِسی ارادے سے سن ۷ ہجری میں چارسو یا سات سو صحابہ کو لے کر نجد کے علاقے میں گئے ،مقام نخل پہنچے تو بنوغطفان کی ایک جماعت سے سامناہوا ،پر جنگ نہیں ہوئی ۔اِس غزوے کو ذات الرقاع کہتے ہیں : اِسی غزوے سے لوٹتے وقت ایک واقعہ پیش آیا جو سیرت کا بہت مشہور واقعہ ہے :

صحیح بخاری کی روایت ہے ، اِ س غزوے سے واپسی پر اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جگہ قیام فرمایا، سارے لوگ درخت کے سائے میں آرام کرنے کے لیے ادھر اُدھر منتشر ہوگئے ،نبی پاک ﷺ بھی ایک درخت کے پاس گئے اور اُسی درخت پر اپنی تلوار لٹکادی

اور آرام سے سوگئے ،ایک دیہاتی آیا اور آپ کی تلوار سونت لی ،اور بولا : تم مجھ سے ڈرتے ہو ؟ آپ نے فرمایا: نہیں ۔ اس نے کہا : فمن یمنعک منی ؟ تب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بے ساختہ فرمایا: اللہ ،نہ جانے اِس لفظ میں کونسی طاقت تھی کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرگئی ،اب اللہ کے رسول ﷺ نے تلوار اُٹھا لی ،اور پوچھا : اب بتاوتجھے مجھ سے کون بچائے گا ؟ کہا : آپ کا احسان ۔ یعنی اگر آپ احسان کریں تو بچ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیاتم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اورمیں اللہ کا رسول ہوں۔ اُس نے کہا: میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ آپ سے جنگ کروں گا اورنہ جنگ کرنے والوں کا ساتھ دوں گا ۔اللہ کے رسول ﷺنے اُسے معاف کردیا ۔ اب جو اپنی قوم میں گیا تو کہنے لگا : میں تمہارے یہاں سب سے اچھے انسان کے پاس سے آرہا ہوں ۔

محترم قارئین !ہم نے صلح حدیبیہ کے اتفاق میں سنا تھا کہ مسلمانوں کو اُس وقت عمرہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی ،لیکن کہا گیاتھا کہ اگلے سال آپ لوگ آئیں ،تین روز مکہ میں قیام کریں اوراس بیچ عمرہ کرلیں، چنانچہ جب سن سات ہجری کے محرم میں خیبر فتح ہوگیاتو اُسی سال ذی القعدہ میں اللہ کے رسول ﷺاپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کے لیے نکلے ،ذوالحلیفہ آئے ،احرام باندھا ،لبیک پکارا،اورسوئے مکہ ہوئے ،مسجد حرا م میں پہنچے تو چھڑی سے حجر اسود کوچھوا،پھر سواری ہی پر طواف کیا،مسلمانوں نے بھی داہنے کندھے کو کھولے خانہ کعبہ کا طواف کیا،مشرکین پہاڑ پر بیٹھے آپس میں باتیں کررہے تھے کہ دیکھو ! یثرب کے لوگوں کو بخار نے کمزور کر رکھاہے ۔چنانچہ اللہ کے رسولﷺ نے حکم دیاتھاکہ پہلے تین چکرونمیں دوڑ لگائیں تاکہ مشرکین پر تمہاری طاقت ظاہر ہوسکے ۔پھر آپ نے صحابہ کرام کے ساتھ صفا ومروہ کی سعی کی او رسرمنڈوایا۔ اس طرح عمرہ مکمل کیا اور تین روزمکہ میں قیام فرمانے کے بعد مدینہ لوٹ آئے ۔

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

فتح مکہ



الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد

حدیبیہ میں مسلمانوں اور قریش کے مشرکین کے بیچ صلح ہوئی کہ دس سال تک دونوں کے بیچ جنگ بند رہے گی ،یہ بھی اتفاق ہوا کہ دوسرے قبیلے بھی فریقین میں سے کسی کے حلیف بن سکتے ہیں ،چنانچہ قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے اورقبیلہ بنوبکر قریش کے حلیف بن گئے ،دونوں قبیلوں کے بیچ زمانہ جاہلیت سے دشمنی چلی آرہی تھی ،ایک روز ایسا ہوا کہ بنو بکر نے خزاعہ پر حملہ کردیا،قریش نے بھی بنوبکر کی چپکے سے ہتھیاروں اورآدمیوں سے مددکی ،یہا نتک کہ بنوبکر نے اُن کے بیس سے زیادہ آدمی قتل کردئیے ،اِس طرح اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ قریش نے خیانت کی اور دھوکہ دیا،بنو خزاعہ چونکہ رسول ﷺ اللہ کے ساتھ صلح میں شامل ہوگئے تھے ،اس لیے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺکو واقعے سے باخبرکیا،اللہ کے رسول ﷺ نے اُن کویقین دلایاکہ تمہاری پوری طرح مددکی جائے گی۔اِدھر قریش کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا

تو فوراً ابوسفیان کو نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بھیجاکہ مدینہ جاکرصلح کے معاہدے کو پختہ کرلو۔ابوسفیان مدینہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ ؓ کے پاس آیا،ایک عرصہ بیت گیاتھا بیٹی کو دیکھے ہوئے ، سوچا رہا ہوگا ،خوب آوبھگت کرے گی ،جب گھر میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو انہوں نے بستر لپیٹ دیا،ابوسفیان نے کہا: بیٹی ! کیاتم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یامجھے اِس بستر کے لائق نہیں سمجھا ؟۔ مومنہ بیٹی نے بے ساختہ جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ کا بسترہے اورآپ ناپاک مشرک ہیں ۔ابوسفیان نے کہا: واللہ میرے بعد تجھے شرلاحق ہوگیاہے ۔ پھر وہ نبی رحمت کے پاس آیا اور گفتگو کی ،آپ نے کچھ جواب نہ دیا،تو ابوبکر کے پاس آیاکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں بات کریں ،انہوں نے کہا کہ میں نہیں کرسکتا ۔ تب عمر فارو ق کے پاس گیا ،انہوں نے سخت لہجے مینجواب دیا،تو حضرت علی ؓ کے پاس آیا،حضرت علی نے اُسے سمجھایا کہ تم جیسے آئے ہو ویسے ہی مکہ چلے جاو۔ اس طرح ناامید ہوکر ابوسفیان مکہ پہنچا ،مکہ کے لوگونمیں خوف پیدا ہوگیاتھا،اورگھبراہٹ سماگئی تھی ۔اِدھر اللہ کے رسول ﷺ قریش پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے ،اورمعاملے کو بالکل راز میں رکھا ،لیکن اُسی بیچ حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط لکھ کر قریش کو بھیج دیاکہ رسول اللہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں ،انہوں نے یہ خط ایک عورت کو دیا اور پہنچانے پر معاوضہ رکھاتھا،اللہ کے رسول ﷺکو وحی کے ذریعہ حاطب بن ابی بلتعہ کے عمل سے باخبر کردیاگیا،فوراً اللہ کے رسول ﷺ نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام ؓ کو اس کے پیچھے لگایا،صحابہ گئے اور عورت سے وہ خط طلب کیا،بولی : میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ،لوگوننے کہا: یاتو خط نکالو یاپھر تمہیں ننگا کردیں گے ۔ ڈر سے فوراً اُس نے خط نکال کر صحابہ کے حوالے کردیا،خط لے کر آئے اوراللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا،اللہ کے رسول ﷺنے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایااورکہا: حاطب ! یہ کیا ہے ؟ حاطب نے معذرت کی کہ میں اللہ اوراسکے رسول پر ایمان رکھتا ہوں،میں بالکل بدلا نہیں ہوں،لیکن مکہ میں میرے اہل

عیال اور بال بچے تھے ،اورقریش میں میرا کوئی قرابتدار نہیں جو ان کی حفاظت کریں ،اس لیے میں نے چاہا کہ کوئی احسان کردیں جس کے بدلے وہ ہمارے بال بچوں کی حفاظت کریں ۔عمر فاروق نے جوش میں کہا:یارسول اللہ مجھے حکم دیجئے اس کی گردن ماردونکہ اس نے اللہ اوراُس کے رسول کی خیانت کی ہے ،منافق ہوگیاہے ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ جنگ بدرمیں حاضر ہوچکا ہے اور تمہیں کیاپتہ ؟ہوسکتا ہے اللہ نے اہل بدرپر جھانک کر کہا ہو ،تم لوگ جوچاہو کرو،میں نے تمہیں بخش دیا ۔ یہ سن کر عمرفاروق ؓ آبدیدہ ہوگئے اورکہا : اللہ اوراس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں ۔

10رمضان سن 8ہجری کو رسول اللہ ﷺ اپنے دس ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ کے لیے روانہ ہوئے ،جحفہ پہنچے تو حضرت عباس ؓ ملے جو مسلمان ہوکر اپنے بال بچونسمیت مدینہ آرہے تھے ،جب رسول اللہ ﷺکدید پہنچے تووہاں ٹھہرے ،ابوسفیان ڈرکے مارے نکل آیا تھا کہ چل کر معافی مانگ لیں،حسن اتفاق عباسؓ سے ملاقات ہوگئی ،اُس وقت عباس ؓ رسول اللہ کے خچر پر سوار تھے ،عباس نے اُسے بٹھا لیا،اور لے جاکر اللہ کے رسول کی خدمت میں پیش کی،آپ ﷺ نے فرمایا:ابوسفیان ! تم پر افسوس کیااب بھی وقت نہیں آیا کہ تم جان سکو کہ اللہ کے سواکوئی معبود برحق نہیں ۔بہرکیف اُسی جگہ ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا ۔

اس طرح د س ہزار فوج کے ساتھ رسول اللہ مکہ میں داخل ہوئے ،سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے انصارومہاجرین کے بیچ مسجد حرام میں آئے ،حجراسود کو چوما ،بیت اللہ کا طواف کیا،اُس وقت بیت اللہ کے اردگرد ۳۶۰بت تھے ،آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے انہیں گراتے جارہے تھے اور فرمارہے تھےجاءالحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ”حق آگیااورباطل چلا گیا،یقیباً باطل جانے ہی والا ہے “۔ ....جب طواف سے فارغ ہوگئے تو عثمان بن طلحہ ؓ کو بلایا،جن کے پاس کعبے کی کنجی تھی ،اُن سے دروازہ کھلوایا،اُن میں جو بت تھے انہیں نکلواکر باہر پھینک دیا۔جو تصویریں تھیں انہیں مٹوایا۔اُس کے بعداسامہ بن زید اور بلال کو ساتھ لے کراندر داخل ہوئے ،اوردروازہ

بندکرلیا،دو رکعت نماز ادا فرمائی اوراُس کے چاروں طرف گھوم گھوم کر تکبیر وتوحید کے کلمات کہے ۔ پھر آپ نے کعبہ کا دروازہ کھولا ،قریش مسجد حرام میں صفیں لگائے بھرے تھے ،سب کو اِسی کا انتظار تھا کہ پتہ نہیں ۱۲ سال کی لگاتار زیادتیونکی کیاسزاملتی ہے ،جی ہاں !یہ وہی قریش تھے جن کی زیادیاں اب تک آپ سنتے آئے ہیں ،مکہ کی دھرتی گواہی دے رہی تھیں اُن سارے ظلم وستم کی جو قریش نے محسن انسانیت اور کمزور مسلمانونپر ڈھائے تھے ۔کتنے پیٹھونکو چھیدا ،تپایااور داغا تھا،یہ وہی قریش تھے جنہوننے مسلمانونکو گھر سے بے گھر کیاتھا،اپنے ہمدرد کے قتل کے درپے ہوئے تھے ، مدینہ مینپناہ لے لی تھی لیکن وہاں بھی کسی دن چین سے بیٹھنے نہ دیاتھا، آپ نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوکر قریش سے فرمایا:لاتثریب علیکم الیوم.... اذھبوافانتم الطلقاء”آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ،جاو!تم سب آزاد ہو “۔ سبحان اللہ ....انسانیت کی پوری تاریخ ایسے عفو ودرگذرسے خالی ہے ۔

سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے گالیانسن کر دعائیں دیں

سلام اُس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی

سلام اُس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی

سلام اُس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے

سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھاکرپھول برسائے

سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

درودأس پر کہ جس کانام تسکین دل وجاں ہے

دردو اُس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآن ہے ۔

بہرکیف اُسی دن اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں سے اسلام پر بیعت لی اور عورتوں سے بھی اسلام پر بیعت لیا ،اُسی دن ابوبکر ؓ کے والد ابوقحافہ مسلمان ہوئے ،جن کے اسلام

سے اللہ کے رسول ﷺ کو بیحد خوشی ہوئی ۔ نمازظہر کا وقت ہوا تو اللہ کے رسول ﷺنے بلال ؓ کو حکم دیا اورانہوں نے کعبہ کی چھت پراذان دی ۔ جو اعلان تھا غلبہ اسلام کا ....اعلان تھا اسلام کی شوکت ،قوت اور طاقت کا ....

اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ میں انیس روز تک قیام فرمایا ،اِس دوران آثار اسلام کی تجدید کی ،مکہ کو جاہلیت کی گندگیوں سے پاک کیا،پورے مکہ میں اعلان کرایاکہ ”جو شخص اللہ اورآخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت نہ رہنے دے ،بلکہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے “.

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

غزوہ بنو المصطلق

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد

ہجرت کے پانچویں یا چھٹے سال ایک غزوہ پیش آیا جوجنگی اعتبار سے کوئی بھاری بھرکم غزوہ نہیں ہے ،لیکن اُس میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے ،جس نے اسلامی معاشرے میں اضطراب پیدا کردیا،وہ غزوہ جس میں پہلی بار منافقین نے شرکت کی تھی ، وہ غزوہ جس میں منافقین نے حرم رسول پرتہمت لگائی تھی ،وہ غزوہ جس میں منافقین کا پردہ فاش ہواتھا،جی ہاں! یہی وہ غزوہ ہے جسے ہم غزوہ مریسیع ،یا غزوہ بنی المصطلق کے نام سے جانتے ہیں ۔ اللہ کے رسول ﷺ کو خبر ملی کہ بنوالمصطلق کا سردار حارث بن ضرار مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرہا ہے، تحقیق کی گئی تو بات صحیح نکلی ،تب اللہ کے رسول ﷺ اُس کی سرکوبی کے لیے اپنے صحابہ کو لے کر نکلے، یہاں تک کہ ایک چشمہ کے پاس پہنچے جسے مریسیع کہاجاتا ہے، وہیں پر

دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ،اللہ پاک نے بنوالمصطلق کو شکست دی، کچھ مارے گئے ، اُن کی عورتوں کوقید کرلیا گیا،جن میں حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھیں ،وہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں،ثابت نے انہیں مکاتب بنالیا،پھر رسول اللہ ﷺ نے اُن کی جانب سے مقررہ رقم ادا کرکے اُن سے شادی کرلی ،یہ شادی اس قدربابرکت ثابت ہوئی کہ مسلمانوں نے بنوالمصطلق کے ایک سو گھرانوں کو جو مسلمان ہوچکے تھے آزاد کردیا کہنے لگے :"یہ لوگ تورسول اللہ ﷺ کے سسرال کے لوگ ہیں" ۔

یہ ہے اِس غزوے کا مختصر قصہ ... لیکن اِس میں جو واقعات پیش آئے اُس کی بنیاد ہے منافقوں کا سردارعبداللہ بن ابی ....عبداللہ بن ابی کا کردار ہم نے کئی جگہ پچھلے حلقونمیں بیان کیاہے ،اُسے اسلام اورمسلمانوں سے کافی جلن تھی لیکن ظاہر میں وہ خو دکو مسلمان ثابت کرتاتھا، یہاں بھی اُس نے دوجگہ نہایت گھٹیااورگندہ کردار اداکیا:

ایک تو اُس وقت جبکہ غزوہ خندق سے فراغت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اورصحابہ کرام مریسیع کے چشمہ پر ہی تھے کہ ایک انصاری اورمہاجر کے بیچ تو تو میں میں ہوگیا ،یہاں تک کہ مہاجرنے انصاری کی پٹائی بھی کردی ،اِس پر انصاری نے آواز لگائی ہائے انصارکے لوگو!مہاجر نے آواز لگائی ہائے مہاجرو ۔ یہ سن کر دونوں طرف کے لوگ اکٹھا ہوئے ،اللہ کے رسول ﷺ بھی پہنچے آپ نے فرمایا:

ابدعوى الجاهلية وانا بين اظہركم دعوها فانها منتة

"میں ابھی تمہارے اندر موجود ہوں اور جاہلیت کی پکار پکاری جارہی ہے ،یہ چھوڑ دو یہ بدبودار ہے "۔

جب منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کو اِس کی خبر ملی تو اُس نے اِس موقع سے فائدہ اٹھایا: کہنے لگا: اچھا ....تو اِن کی اتنی ہمت ہوگئی ہے، ابھی کل ہم نے اِن کو مدینہ میں بسایا ،رہنے کے لیے گھر دیا اورآج ہمارے مقابل بن گئے ،اِن کی مثال تو یہی ہے جو پہلو نے کہی ہے کہ سمن کلبک یاکلک اپنے کتے کو پال پوس کر موٹا کرو اوروہ ....تم

ہی کو کاٹ کھائے ،....سنو ! واللہ ، اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہم میں سے عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا ۔

منافق کی یہ بات ایک نوجوان زیدبن ارقم نے سن لی، جاکر اپنے چچا کو بتایا،چچانے اللہ کے رسولﷺ کوباخبرکیا ،آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلاکر اِس کی تحقیق کی تو وہ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگا : واللہ میں نے ایسی بات کہی ہی نہیں ہے اور میں کیسے ایسی بات کہہ بھی سکتا ہوں یا رسول اللہ ....،لیکن اُسی وقت اللہ پاک نے سورہ منافقون نازل کردی اوراُسے قیامت تک کے لیے رسوا کردیا ۔ اِس منافق کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ مومن تھے ،جب سب لوگ مدینہ میں داخل ہورہے تھے تو غیرت ایمانی میں مدینہ کے دروازے پر تلوار لے کر کھڑے ہوگئے اورعبداللہ بن ابی کو روک لیا ....کہا کہ تم ذلیل ہو اوراللہ کے رسول عزیز ہیں ،تمہیں مدینہ میں اُس وقت تک داخل نہیں ہونے دونگا جب تک رسول اللہﷺ اجازت نہ دے دیں ۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ اجازت دے دو ۔

محترم قارئین ! اِس خبیث منافق نے دوسرا جو گھٹیاکردار انجام دیا اِس غزوے میں ....وہ ہے صدیقہ بنت صدیقؓ پر الزام اور تہمت ....جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ کے رسولﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی غزوے میں جاتے بیویوں کے بیچ قرعہ اندازی کرتے،جس کانام آتا اُسے ساتھ لے کرجاتے ،اِس غزوے میں سیدہ عائشہ ؓ آپ کے ساتھ تھیں، واپسی پر ایک جگہ پڑاوڈالا،حضرت عائشہ ہودج سے نکلیں اور قضاءحاجت کے لیے چلی گئیں، جب واپس آئیں تو اُن کا ہارکہیں گرگیاتھا، جہاں غائب ہوا تھا وہیں گئیں، کچھ دیرتلاش کیایہاں تک کہ ہار پالیا....لیکن اُن کے آنے سے پہلے لشکروہاں سے کوچ کرگیا، لوگوں کو سمجھ میں آیا کہ آپ ہودج میں بیٹھی ہیں ،آپ ہلکی پھلکی تھیں،اور ہودج اٹھانے والے کئی لوگ تھے ،اِس لیے کسی کو اندازہ نہیں ہوا ....اس طرح سب چلتے بنے ۔واپس آئیں تو یہ دیکھ کر گھبراگئیں کہ سب جاچکے ہیں ،وہیں بیٹھ گئیں کہ جب ہمیں نہ پائیں گے تو تلاش کرنے تو ضرور آئیں گے ، اِس طرح اُن کی آنکھ لگ

گئی ،اِسی بیچ حضرت صفوان بن معطل ؓ آگئے جو پیچھے پیچھے چل رہے تھے، زیادہ سونے کے عادی تھے ،اس لیے دیر سے اٹھے تھے، دیکھاکہ عائشہ ؓ اکیلے یہاں سورہی ہیں ، وہ پردے کا حکم آنے سے پہلے اُن کو دیکھ چکے تھے، دیکھ کر کہا : انا للہ وانا الیہ راجعون ....رسول اللہ کی بیوی ....اُس کے سوا کچھ نہ کہا ۔ حضرت عائشہ اُن کی آواز سن کر بیدار ہوگئیں ،حضرت صفوان نے سواری اُن کے قریب کیااوروہ سوار ہوگئیں ،حضرت صفوان سواری کی نکیل تھامے آگے آگے پیدل چلتے رہے ....یہاں تک کہ لشکر میں آگئے ،....یہ دیکھ کر کمبخت عبداللہ بن ابی نے الٹی سیدھی باتیں پھیلانی شروع کردیں ، رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ بیوی پر تہمت لگادیا،مدینہ آنے کے بعد جس سے ملتا اُس کا کان میں بھرتا ،یہ سب سن سن کررسول اللہ ﷺ بھی پریشان ہوگئے ، کمبخت نے اِسے اس اندازمیں پیش کیا تھا کہ کچھ مومن بھی اُسکی باتوں میں آگئے،اِدھر عائشہ ؓ وہاں سے آئیں تو بیمارہوگئیں اورایک مہینہ تک مسلسل بیمار رہیں، پورے مدینہ میں یہ بات پھیل چکی تھی، لیکن عائشہ ؓ کو اب تک کچھ خبر نہ تھی، بس اللہ کے رسول کا جو معاملہ پہلے ہوتا تھا ویسا معاملہ نہ دیکھ رہی تھیں۔ ادھر عائشہ ؓ بیماری سے اٹھیں تو ایک دن قضائے حاجب کے لیے گئیں، ساتھ میں مسطح ؓ کی ماں تھیں .... مسطح ابوبکر کے خالہ زاد بھائی تھے جو منافقین کے بہکاوے میں آگئے تھے ،ام مسطح کا پاوں پھسلا تو اپنے بیٹے کو بد دعا دی ، عائشہ ؓ نے ٹوکا .... تو ساراقصہ کہہ سنایااوربولیں: کہ مسطح بھی یہی کہتا ہے ۔ یہ خبر کیا تھی گویا بجلی کا شاٹ لگا ہو سیدہ عائشہ ؓ کو ....اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گئیں اجازت لیں اور والدین کے ہاں آگئیں ،جب بات کی تحقیق ہوگئی تو رونے لگیں، اورخوب روئیں ،روتے روتے دوراتیں اور ایک دن گذر گئے محسوس ہوتا تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے گا ....دوسری رات کی صبح رسول اللہ ﷺ تشریف لائے :اور پہلی بار بات کی سیدہ عائشہ ؓ سے ....اِس موضوع پر ....کہا : عائشہ ! مجھے تمہارے بارے میں ایسا ویسا معلوم ہوا ہے ،اگر تم پاک ہو تو اللہ تعالی تمہاری برات ظاہر کردے گا اور اگر غلطی ہوئی ہے تو توبہ کرلو اللہ مہربان ہے ۔ یہ سننا تھا کہ

عائشہ ؓ کے آنسو بالکل تھم گئے ،والدین سے بولیں، آپ : رسول اللہ کو جواب دیں ....
والدین کو کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیاجواب دیں ۔ تب عائشہ ؓ نے خود سے کہا :

”واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے یہاں تک کہ آپ لوگوں نے اِسے سچ سمجھ لیاہے ،اگرمیں کہوں کہ میں پاک ہوں اوراللہ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ میری بات نہ مانیں گے، اوراگر میں اعتراف کرلوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ اُسے صحیح مان لیں گے،اس لیے میں وہی کہوں گی جو یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا : فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون ۔ (یوسف 18)

اُس کے بعد عائشہ ؓ پلٹ کر لیٹ گئیں ،اُسی وقت اللہ کے رسولﷺ پر وحی اُتری، وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺنے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے عائشہ ! اللہ نے تمہیں پاک قرار دیا ہے ۔ اِس طرح اِس تہمت سے دامن عائشہ پاک ہوگیا ،اورہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ پاک نے عائشہ ؓ کی برات نازل کردی ....جو صحابہ منافقین کی باتونمیں آگئے تھے جیسے حسان بن ثابت ،مسطح بن اثاثہ، اورحمنہ بنت جحش اِن سب کو اسی اسی کوڑے مارے گئے ۔ لیکن جھوٹ کے قائد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو سزا نہ دی گئی کہ اُسے دنیاوی سزا کچھ فائدہ نہ دے سکتی تھی- ....

صلح حدیبیہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



ذوالقعدہ سن 6 ہجری کی بات ہے،ایک رات اللہ کے رسول ﷺ سورہے تھے ،خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ پرامن طریقے سے بیت اللہ میں داخل ہوئے،طواف کیا ،سرمنڈوایا اورقصرکرایا،....ویسے بھی اللہ کے رسول ﷺ کو مکہ سے نکلے 6سا ل کاعرصہ ہوچکاتھا ،خواہش بھی تھی کہ عمرہ کا موقع ملتا ....صحابہ سے بتایاکہ ہم عمرہ کا ارادہ رکھتے ہیں ،لوگونمیں اعلان کردیاگیا ،اِس طرح اللہ کے رسول ﷺ چودہ سوصحابہ کو لے کر مکہ کے لیے روانہ ہوئے ،اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے لیے ،تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپ جنگ کے لیے نہیں بلکہ عمرہ کے لیے جارہے ہیں ،ذوالحلیفہ آئے ،احرام باندھا اور آگے چلے ،عسفان پہنچے تو آپ کے کسی جاسوس نے خبر دی کہ قریش آپ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں ۔اللہ کے رسول ﷺنے صحابہ سے مشورہ کیا،ابوبکر صدیق ؓ نے کہا : ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں کسی سے الجھنے نہیں آئے ....اورجو الجھنے کی کوشش کرے گا اُس کی خیریت پوچھیں گے “۔ بہرکیف اللہ کے رسول ﷺ حدیبیہ میں پہنچے ،وہاں پر ٹھہرے ،وہیں پر قریش کے کئی نمائندے آئے بات کرنے کے لیے ....لیکن کسی سے بات نہ بن سکی ....اللہ کے رسول ﷺنے خود طے کیا کہ اپنا سفیر بھیجیں قریش کے پاس.... اور اُن کو یقین دلائیں کہ ہم صرف عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں ہمارا دوسرا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔ چنانچہ اللہ کے رسولﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو قریش کے پاس بھیجا ،آپ نے مکہ جاکر قریش کے لیڈروں سے بات کی ،انہوں نے کہا کہ آپ چاہیں تو عمرہ کرلیں لیکن ہم ....سب کو

اجازت نہیں دے سکتے ،عثمان ؓ نے کہا کہ ہم عمرہ کریں گے تو ایک ہی ساتھ، اکیلے نہیں کرسکتے ،یہ سن کر قریش نے حضرت عثمان ؓ کو اپنے پاس روک لیا ،ادھر صحابہ کے بیچ یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان ؓ قتل کردئیے گئے اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو خطاب کرکے فرمایا: اگر یہ بات صحیح ہے تو ہم اِس جگہ سے ٹل نہیں سکتے یہاں تک کہ عثمان ؓ کے خون کا بدلہ نہ لے لیں ۔ اِسی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے ایک درخت کے نیچے بیعت کی جسے بیعت رضوان کہاجاتاہے۔ جب بیعت مکمل ہوچکی تو حضرت عثمان ؓ آگئے ،اِسی پس منظر میں اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی : لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ۔اللہ مومنین سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے ۔ قریش کو جب اِس کی خبر ملی تو اُن پر رعب طاری ہوگیااورانہوں نے صلح کے لیے سہیل بن عمرو کو بھیجا ۔ لمبی گفتگو ہوئی اوراخیرمیں چار باتوں پر اتفاق ہوا :

پہلی بات : اِس سال آپ لوگ مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں ،اگلے سال مکہ آئیں،تین روز قیام کریں،اس دوران آپکے ساتھ کوئی ہتھیانہ ہوگا ،تلوار بھی ہوگی تو میان میں ۔

دوسری بات : دونوں فریق میں دس سال کے لیے جنگ بند رہے گی ۔تیسری بات: جو محمدﷺ کے عہد میں داخل ہوناچاہتا ہے ہو سکتا ہے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہتا ہے ہوسکتا ہے ۔ چوتھی بات : قریش کا جوآدمی مسلمانونکی پناہ میں جائے گا اُسے قریش کے حوالے کرناہوگا لیکن مسلمانونکا جو آدمی قریش کی پناہ میں جائے گا قریش اُسے مسلمانوں کے حوالے نہیں کرسکتے ۔

ابھی صلح نامہ لکھا ہی جارہا تھا کہ قریش کے نمائندے سہیل بن عمروکے بیٹے ابوجندل بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے پہنچے ،قریش اُن کو اسلام لانے کے جرم میں یہ سزا دے رے تھے ،اللہ کے رسول سے منت سماجت کرنے لگے کہ ہمیں قریش کے ظلم سے

بچایاجائے ،اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ ابھی صلح نامہ لکھا ہی نہیں گیا ہے ۔ ابوجندل کو ہمارے حوالے کرو۔ اِس پر سہیل تُل گیا کہ تب تو ہم صلح ہی نہیں کرتے ۔ تب اللہ کے رسول ﷺ نے ابوجندل سے کہا : صبر کرو،ثواب کی امید رکھو،اللہ تمہارے لیے اور دوسرے تمام کمزور مسلمانوں کے لیے جلدہی آسانی پیدا فرمائے گا "۔

صلح کا معاہدہ طے ہونے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے سارے صحابہ سے کہا کہ اُپ لوگ اُٹھیں اور اپنے اپنے جانور ذبح کرلیں اور بال منڈوالیں ،مگر کوئی نہ اُٹھا کہ چوتھی شرط بہت سخت تھی مسلمانوں کے لیے .... آپ نے تین بار کہا ،پھربھی سب کے سب اپنی جگے بیٹھے رہے،اُس وقت ام سلمہ ؓ نے مشورہ دیاکہ آپ اٹھیناپنا جانور ذبح کریں اور بال حلق کرالیں،اورکسی سے کچھ مت کہیں ۔آپ نے ایسا ہی کیا ،چانچہ آپ کو دیکھ کر سارے صحابہ نے اپنے جانور ذبح کئے اور بال حلق کرایا ۔

محترم قارئین !اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے غم کی دو وجہیں تھیں....ایک تو یہ کہ ہمیں عمرہ کرنے کا موقع نہیں دیاجارہا ہے ،دوسری بات یہ کہ صلح میں برابر ی نہیں تھی ،عمر فاروق کو اِس کا اتنا احساس ہوا کہ آکر رسول اللہ ﷺ سے بحث کرنے لگے : یارسول اللہ کیاہم حق پر نہیں اور وہ باطل پر نہیں ،آپ نے فرمایا: کیوننہیں ۔ کہا: کیاہمارے مقتولین جنت میں اوران کے مقتولین جہنم میں نہیں ۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں ۔ کہا: تو پھر ہم کیوں اپنے دین کے بارے میں دباوقبول کریں ۔آپ نے واضح لفظونمیں کہا : خطاب کے صاحبزادے ! میں اللہ کا رسول ہوں،اُس کی نافرمانی نہیں کرسکتا وہ ہماری مدد کرے گا اورمجھے ضائع نہ کرے گا ۔ اُسی کے بعد اللہ پاک نے یہ آیت ناز ل فرمائی : انا فتحنا لک فتحا مبینا کہ ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی ہے ۔ اِس صلح کو اللہ پاک نے فتح مبین قرار دیاتھا ۔چنانچہ عمرفاروق کواللہ کے رسول ﷺنے بلاکریہ آیت سنائی اور کہا کہ اللہ نے اِس صلح کو فتح مبین قرار دیا ہے ۔ اس سے اُس کے دل کو سکون ملا اور وہ واپس چلے گئے ۔

معزز قارئین ! آئیے ذرا غور کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح آخر فتح کیسے ثابت ہوئی ؟ جی ہاں ! صلح کے بعد دعوت کو پھیلنے اور پھولنے کا موقع ملا ۔ اب تک جنگ کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے بالکل دور تھے ،صلح ہونے کے بعد ایک دوسرے سے ملنے لگے ، قریش کے لوگوننے مدینہ کے مسلمانوں کوقریب سے دیکھا ،اُن کی باتیں سنیں،اُن کے اخلاق سے متاثر ہوئے ،پھرانہیں اسلام کی تعلیمات سننے کا موقع ملا ،چنانچہ خالد بن ولید،عمروبن عاص ،اور عثمان بن طلحہ جیسے قریش کے لیڈران ایسے ہی وقت اسلام لائے ،....تب اللہ کے رسول ﷺ نے کہا : مکہ نے اپنے جگرگوشونکو ہمارے حوالے کردیا ہے ۔

اُسی طرح یہ نکتہ بھی قابل غورہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ صلح کے بعدقریش کے فتنے سے مطمئن ہوگئے تو آپ کو موقع ملا کہ اِس دین کی عالمیت کا اعلان کریں ،اب تک محدود پیمانے پر دین کی تبلیغ ہوسکی تھی ،لیکن صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے بادشاہوں اور امراوں کو مخاطب کیا ۔حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو دعوتی خط لکھا اوراپنی دوہری ذمہ داری یاد دلائی،جب اُس کے پاس خط پہنچا تو اُس نے خط کو اپنی آنکھوں پر رکھا،تخت کے نیچے اُترآیااوراسی پر بس نہیں بلکہ جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ۔اللہ کے رسول ﷺنے دوسرا خط اسکندریہ اور مصرکے بادشاہ مقوقس کو لکھا : جس میں لکھا تھا ”میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں....اسلم تسلم ....اسلام لاوسلامت رہو گے “۔ جب یہ خط مقوقس کو ملا تو اُس نے خط کی عزت کی اور اُسے ہاتھی کے دانت کے ڈبے میں رکھ کر اُس پر مہر لگائی ،لیکن وہ مسلمان نہ ہوا ،تحفے میں ماریہ اور سیرین دو لونڈیانبیج دیں ۔ تیسرا خط فارس کے بادشاہ خسروپرویز کے نام لکھا : جب یہ خط کسری کے سامنے پڑھاگیا تو اُس نے اُسے چاک کردیااورکہا میرے رعایامیں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے ۔ اللہ کے رسول ﷺکو اِس کی خبرملی تو فرمایا: اللہ اُس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے ۔ اورہوا بھی ویسا ہی ،اُسی کے بیٹے نے اُس کو قتل کردیا اور بادشاہت پر قبضہ کرلیا ۔ چوتھا خط روم کے بادشاہ

قیصر کے پاس بھیجا ،قیصر کو جب خط ملا تو اُس نے اپنے ہرکارے بھیجے کہ کسی عرب کو بلاوجس سے اِس نبی کی تحقیق کی جاسکے ،اتفاق سے ابوسفیان کی سربراہی مینقریش کا ایک قافلہ اُدھر گیاتھا ، ابوسفیان کودربارمینحاضر کیاگیا،ہرقل نے اُس سے چند سوالات کئے ،جواب سن کر نتیجہ نکالا کہ یہ واقعی نبی برحق ہیں چنانچہ اُس نے اخیر میں کہا : اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اُس کے پاس پہنچ سکوں گا ،تواُس سے ملاقات کی زحمت اٹھاتا، اوراگر اُس کے پاس ہوتا تو اُس کے دونوں پاوں دھوتا ۔ ابوسفیان نے جب یہ جواب سنا تو باہر آکر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا : "ابوکبشہ کے بیٹے کا معاملہ بہت آگے جاچکاہے ،اِس سے تو بنواصفریعنی رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے ۔....اُس کے علاوہ بھی آپ ﷺ نے کئی دوسرے بادشاہوناورحاکموں کے نام خط لکھے جیسے دمشق کے امیر کے نام ،امیربصری کے نام ، یمامہ کے حاکم کے نام ،بحرین کے حاکم کے نام ،شاہان عمان جیفراوراُس کے بھائی کے نام ،جن میں سے کچھ نے اسلام قبول کیا،اورکچھ اسلام کو سراہنے کے باوجود رعایاکے ڈراورحکومت کی محبت میں اسلام سے محروم رہے۔ صرف امیر بصری نے اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیرازدی کو ....جو خط لے کر گئے تھے ،قتل کردیا، یہ نہایت گھٹیاحرکت تھی ،اللہ کے رسول ﷺنے اِس پر سخت غصے کا اظہار فرمایااور یہی واقعہ جنگ موتہ کا سبب بنا ، جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

غزوہ حنین – غزوہ تبوک

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



جب مکہ فتح ہوگیا اورخانہ کعبہ 360بتوں کی گندگیوں سے پاک وصاف ہوگیا،تواب لوگ فوج درفوج اسلام میںداخل ہونے لگے ،یہ دراصل اللہ رب العالمین کے اِس فرمان کی تعبیر تھی : اذا جاءنصر اللہ والفتح و را یت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا "جب اللہ کی مدد آئے گی اورمکہ فتح ہوجائے گا توآپ لوگونکو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے دین میں جوق درجوق درفوج داخل ہورہے ہیں "۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیسے ہوسکا ؟کیابات ہوئی کہ فتح مکہ کے بعد قبائل اسلام قبول کرنے لگے ؟ اِس سلسلے میں ہم ابھی گفتگو کریں گے لیکن اِس سے پہلے فتح مکہ کے بعد واقع ہونے والے دواہم غزوات کاتذکرہ کرنامناسب سمجھتے ہیں ۔

غزوہ حنین :پہلاغزوہ:غزوہ حنین ہے ،جوشوال سن آٹھ ہجری میں واقع ہوا ،جب مکہ فتح ہوچکا تو ثقیف اور ہوازِن کے قبائل نے اپنی ہمت کا مظاہرہ کرنا چاہا ،اورمسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے وادی حنین میں اکٹھاہوگئے ،اللہ کے رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ بارہ ہزار کا لشکر لے کر حنین پہنچے ،بنوہوازِن عورتوں، بچوں،اوراونٹ ،بکریونسمیت نکلے تھے،...جانتے ہیں کیوں؟تاکہ وہ اُن کی حفاظت کے جذبہ کے ساتھ جنگ کریں ....ادھرصحابہ کو اپنی کثرت تعداد پر غرورہونے لگا،اللہ تعالی کویہ اداپسندنہ آئی ،مقابلہ ہواتومسلمانونکی صفونمیں اضطراب پیدا ہوگیا،بھگڈرمچ گیا،اورکیوننہ مچتا کہ اُن کو اپنی تعداد پر ناز ہونے لگاتھا ۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ....اُس وقت بھی دشمنونکاسامناکر رہے

تھے اورفرمارہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب ۔پھر مسلمان اکٹھا ہوگئے اوردشمن پریکبارگی حملہ کیاتودشمن میدان سے بھاگنے لگے ،کچھ طائف کی طرف بھاگے ،کچھ نخلہ کی طرف بھاگے اور کچھ نے اوطاس میں پناہ لی ۔ جان کے ڈرسے اپنی عورتوں، بچوں اورجانورونکو چھوڑچھاڑکر بھاگے تھے ،....مال غنیمت اور قیدیونکو جمع کیاگیا ....اونٹ چوبیس ہزار تھا،بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ ،چاندی چارہزار اوقیہ ،عورتیں اور بچے چھ ہزار،....اُس کے بعد اللہ کے رسول ﷺنے طائف کا محاصرہ کیا ،یہ محاصرہ بیس دن تک جاری رہا لیکن وہ قلعہ بند ہوچکے تھے ،اس لیے اللہ کے رسول ﷺنے اُن کے لیے دعا کی "اے اللہ !ثقیف کو ہدایت دے اورانہیں مسلمان بناکر لے آ"پھرآپ نے کوچ کا اعلان فرمایا،طائف سے جعرانہ آئے اوردس دن تک ٹھہرے رہے ،مال غنیمت تقسیم نہ فرمایا،کیوں کہ آپ کو انتظار تھا کہ ہوازِن توبہ کرکے آجائیں اوراپنے مال اور قیدی لے جائیں ،لیکن جب کوئی نہ آیا تو تالیف قبل کے لیے کمزورمسلمانوں کو اِس میں سے خوب خوب دیا،ایک ایک آدمی کو سو سو اونٹ دئیے ۔اِس میں اللہ کے رسول ﷺ کی دوراندیشی تھی کہ اسلام اُن کے دل میں بیٹھ جائے کہ کچھ لوگ عقل کے راستے نہیں بلکہ پیٹ کے راستے اسلام میں آتے ہیں، انصارمدینہ یہ سب دیکھ رہے تھے ،کسی کو سو سو اونٹ مل رہا ہے اورکسی کو کچھ بھی نہیں۔فطری بات تھی.... انصار میں چہ میگوئیاں ہوئیں،....بعض نے شکایت کالہجہ اپنایاکہ وہ حقیقت کو سمجھ نہ سکے تھے ،....جب اللہ کے رسول ﷺ کو پتہ چلا تو انصارکے پاس آئے اوراُن سے کہا:

"انصار کے لوگو!تم اپنے جی میں دنیا کی حقیر سی دولت کے لیے ناراض ہوگئے ،جس کے ذریعہ میں نے لوگونکا دل جیتا تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں ،اورتم کو تمہارے اسلام کے حوالے کردیاتھا،اے انصار!کیا تم اِس سے راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اوربکریاں لے کر جائیں اورتم رسول اللہ ﷺ کولے کر اپنے ڈیرونمیں پلٹو،اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ،اگرہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا ،اگر سارے

لوگ ایک راہ چلیں اورانصار دوسری راہ چلیں تو میں بھی انصار ہی کی راہ چلونگا ۔ اے اللہ رحم فرماانصار پر اوراُن کے بیٹوں پر اوراُن کے پوتوں پر ۔ اللہ کے رسول کا یہ خطاب سن کر لوگ اس قدر روئے کہ اُن کی داڑھیاں تر ہوگئیں ،....کہنے لگے ...."ہم راضی ہیں کہ ہمارے حصے اورنصیب میں رسول اللہ ﷺ ہوں"۔ اُس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوگئے اورلوگ بھی بکھر گئے ۔

مال غنیمت تقسیم ہونے کے بعد ہوازِ ن کا وفدبالآخر آہی گیا،انہوں نے اسلام قبول کیااور بیعت کی۔ اللہ کے رسول ﷺنے اُس وقت ان کو اختیاردیاکہ قیدی اورمال میں سے جو پسند ہو....ایک چن لو ، انہوں نے کہا : ہماری عورتیں اورہمارے بچے ہمیں واپس کردیجئے ،چنانچہ اللہ کے رسولﷺ نے ایسا ہی کیا۔

غزوہ تبوک :محترم سامعین ! ایک دوسرا غزوہ جو فتح مکہ کے بعد سن 9 ہجری میں ہوا ....وہ ہے غزوہ تبوک ....جو رومیوں اورمسلمانوں کے بیچ پیش آیاتھا ....اللہ کے رسو ل ﷺکو جب پتہ چلا کہ رومی ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاری کررہے ہیں تو آپ ﷺ نے بھی تیاری شروع کردی ،صحابہ میں اعلان کیاگیا کہ اِس کے لیے جس سے جتنا بن سکتا ہو لے کر آئے ،ابوبکر ؓ نے اپناسارا مال لاکرخدمت اقدس میں پیش کردیا،عمرفاروق ؓ آدھا مال لائے ،عثمان ؓ نے دس ہزار دینار،....پالان اور کجاوے سمیت تین سو اونٹ ....اورپچاس گھوڑے دئیے ،یہ دیکھ کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ماضر عثمان مافعل بعدالیوم"آج کے بعد عثمان جوبھی کریں انہیں نقصان نہ ہوگا۔ اِس طرح دوسرے صحابہ نے بھی دل کھول کرتیاری میں حصہ لیا،جب تیاری ہوچکی تو اللہ کے رسول ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک روانہ ہوئے ،سواری اور توشے کی سخت کمی تھی ،اٹھارہ اٹھارہ آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوارہوتے تھے ،لوگ درخت کے پتے کھانے پر مجبورہوئے ،اپنے اونٹونکو ذبح کردیا کہ ان کے معدے اورآنتونکا پانی پی سکیں ۔ اللہ اکبر کیسی قحط سالی تھی اورکیسے حالات پیش آگئے تھے مسلمانوں کے سامنے ....جب رومیوں کو تبوک میں اللہ کے رسول ﷺکے آنے کی خبرملی تو اُن کے حوصلے

ٹوٹ گئے ،مقابلے کی ہمت نہ رہی ،اوراپنے ملک میں ہی بکھر گئے .... وہاں اللہ کے رسول ﷺ نے بیس روز قیام فرمایااوروفود سے ملاقاتیں کیں ۔ بیس دن کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ،مدینہ پہنچنے کے بعد مسجد میں داخل ہوئے ،دورکعت نماز ادا کی ا ورلوگوں کے لیے بیٹھ گئے ۔ جو منافقین اِس غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آکر معذرت کی ،اورقسمیں کھائیں،آپ نے اُن کاظاہر قبول کرلیااورباطن اللہ کے سپرد کردی ۔تین مومن بھی آئے جو اِس غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے ،وہ ہیں کعب بن مالک ،مرارہ بن ربیع اورہلال بن امیہ ....اُن تینوں نے سچ سچ بتادیا ،اورکوئی عذرنہیں بنایا،اللہ کے رسولﷺنے اُن تینوں سے کہا کہ اللہ کے فیصلے کا انتظار کریں....اورمسلمانونکوحکم دیاکہ اُن سے بات نہ کریں ،اِس طرح اُن کے لیے جانے انجانے بن گئے ،زمین تنگ ہوگئی ،اوردنیا....اندھیر ہوگئی ،....چالیس دن کے بعد حکم آیاکہ اپنی عورتونکے قریب نہ جائیں ۔ جب پچاس دن پورے ہوئے تو اللہ نے اُن کی توبہ ناز ل فرمائی : وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجامن اللہ الا الیہ ثم تاب علیھم لیتوبوا ،ان اللہ ھو التواب الرحیم (التوبۃ118)"اوراللہ نے اُن تین آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جن کا معاملہ مؤخر کردیاگیاتھا ،یہاں تک کہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود اُن پر تنگ آگئی ،اوراُن کی جان بھی اُن پر تنگ ہوگئی ،اورانہوں نے یقین کرلیاکہ اللہ سے بھاگ کر کوئی جائے پناہ نہیں ہے ،پھر اللہ نے اُن پر مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں ۔یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے-

محترم قارئین ! فتح مکہ اوراس کے بعد پھرحنین وتبوک کی جنگونمیں ....مسلمانوں کی بالادستی نے کفر کی طاقتونکو جہاں کمزور کیا وہیں اسلام کے لیے اُن کی ذہن سازی بھی کی ،جس کااثر تھا کہ وفود آنے لگے ، اِن وفود کی تعداد سترسے زائد بتائی جاتی ہے ،بعض اہل علم نے یہ تعدادسو تک پہنچائی ہے ۔ قریش اور نبی پاک ﷺکے بیچ میں جو اختلاف تھا عرب اِسی کے نتیجہ کا انتظارکررہے تھے ،وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ

مکہ پر باطل کا قبضہ نہیں ہوسکتا ،چنانچہ جب اللہ کے رسول کو مکہ پرفتح حاصل ہوگئی تو اب اُن کو یقین ہوگیاکہ یہ رسول برحق ہیں ،اس لیے فتح مکہ کے بعد ہر طرف سے وفود آنے لگے ،وہ آتے ،اسلام کو سنتے ،اسلام قبو ل کرتے اور داعی کی حیثیت سے اپنی قوم میں چلے جاتے تھے ۔چنانچہ آپ دیکھیں کہ کچھ ہی دنونمیں اسلامی حکومت کا رقبہ بحراحمر کے ساحل سے خلیج عربی کے ساحل تک،اورجنوب اردن اوراطراف شام کے علاقے سے یمن اورعمان کے ساحل تک پھیل گیا،اِس طرح اسلام قبول کرنے والونکی تعداد میں برابراضافہ ہوتا رہا،....جب مکہ فتح ہوا تھا تو اُس میں مسلمانونکی تعداد 10 ہزار تھی....لیکن صرف دو سال کے بعد جب اللہ کے رسول ﷺ آخری حج کے لیے نکلتے ہیں تو حج میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار ہوجاتی ہے ۔ جی ہاں!جو آپ کے خون کے پیاسے تھے آپ کے جانثار بن گئے ، جو کفر کے سرخیل تھے اسلام کے سرخیل بن گئے ،جنہوں نے اپنی زندگی کفرکی تائیدمیں لگائی تھی اسلام کے فروغ میں لگانے لگے ۔ کیانظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا۔

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، اگلے حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ سیرت طیبہ کی تازہ جھلکیوں کے ساتھ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ

حیات طیبہ کے آخری ایام

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی قائد الغر المحجلین نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد



جب دین کی تبلیغ کا کام پورا ہوگیا ،جزیرہ عرب میں اسلام کا بول بالا ہوگیا اور ایسے افراد تیار ہوگئے جو اس عالمی دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا ئیں تو اب اللہ تعالی نے چاہا کہ اپنے نبی کو اس کی محنت کا ثمرہ دکھادے ،جس کے راستے میں اُنہوں نے بیس برس سے زیادہ ہرطرح کی تکلیفیں جھیلیں تھیں،اور اس کی صورت یہ ہوکہ عرب کے سارے قبائل حج کے موقع پر جمع ہوں جو آپ کی آخری باتیں سنیں اور یہ شہادت لیں کہ انہوں نے امانت اداکردی ۔دین کی تبلیغ فرمادی اورامت کی خیرخواہی کا حق ادا کردیا ۔....آپ کوہم بتاتے چلیں کے سن 9ہجری میں حج فرض ہوچکاتھا،اُسی سال اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کواپنے چند صحابہ کے ساتھ مکہ روانہ فرمایااور یہ اعلان کرادیاتھا کہ آئندہ سے کوئی مشرک کعبہ کا حج نہیں کرسکتا اور نہ کوئی ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہے ۔چنانچہ اُس کے دوسرے سال سن 10ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک لاکھ چوالیس ہزارصحابہ کے ساتھ حج کیا، یہ آپ کی زندگی کا پہلا اور آخری حج تھا ، چونکہ اُس حج کے صرف تین ماہ بعد رسول اﷲاکا انتقال ہوگیا ، اس لئے اس حج کو " حجة الوداع "کہتے ہیں ، اِس حج میں اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کے ساتھ سارے مناسک اداکئے ،10ذی الحجہ کو عرفہ کے میدان میں ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کے سامنے ایک جامع خطبہ دیاجس میں، آپ نے فرمایا:

لوگو! میری بات سن لو ! کیونکہ میں نہیں جانتا ، شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں ۔لوگو ! یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ، لہٰذا اپنے رب کی

عبادت کرنا ، پانچ وقت کی نماز اداکرنا، رمضان کے روزے رکھنا ، اور خوشی خوشی اپنے مال کی زکاۃ دینا ، اپنے رب کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا ، ایسا کروگے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے ۔

اُسی طرح آپ ﷺ نے اِس خطبے میں رنگ ونسل کی تفریق مٹائی ،جان ومال اورعزت وآبروکے احترام کی تاکید کی ،سودکی حرمت پر گفتگوکی ،معاشرتی زندگی کے استحکام کی طرف توجہ دلائی ،امانت کی ادائیگی پرزوردیا،اورکتاب وسنت کو تھامے رہنے کی تاکید کی ....خطبہ کے بعد آپ نے فرمایا: تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے ، تو تم لوگ کیا کہوگے ؟ صحابہ رضی اللہ عنھم نے کہا : ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کردی ، پیغام پہنچادیا اور خیر خواہی کا حق ادا کردیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا :اللھم اشھد،اللھم اشھد،اللھم اشھد" اے اللہ ! گواہ رہ "،" اے اللہ ! گواہ رہ "،" اے اللہ ! گواہ رہ "۔(مسلم)جب خطبے سے فارغ ہوئے تو آپ پریہ آیت کریمہ نازل ہوئی :الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا ، اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ، اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کرلیا "۔(مائدہ :3) عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو رونے لگے ،پوچھا گیا : آپ کیو ں رورہے ہیں : فرمایا....: اس لیے کہ کمال کے بعد زوال ہی تو ہے ۔ ....حجة الوداع سے واپسی کے بعد سورة النصر نازل ہوئی ، جس میں یہ اشارہ بھی کردیا گیا کہ اب دنیا سے آپ کے رخصت ہونے کا وقت قریب آچکا ہے ، اُسی طرح آپ ﷺ نے سن 10ہجری کے رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایاجبکہ ہمیشہ دس دن ہی اعتکاف فرماتے تھے ،پھر جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اس سال دومرتبہ قرآن کا دورہ کرایاجبکہ ہر سال ایک ہی مرتبہ دورہ کرایاکرتے تھے ۔کیوں؟ یہ اشارہ تھا اِس بات کا کہ آپ کی رحلت کا وقت قریب آچکا ہے....

وفات سے تیرہ دن پہلے 29 صفر ، بدھ کے دن سے بیماری شروع ہوئی ، اس وقت آپ ام المومنین سیدہ میمونہ ؓکے گھر میں تھے ، ہردن یہ پوچھتے رہتے کہ میں کل کہاں رہوں گا ؟ امہات المومنین نے سمجھ لیا کہ آپ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے پاس رہنا چاہتے ہیں ، وفات سے ایک ہفتہ پہلے سیدہ عائشہؓ کے گھر منتقل ہوگئے ، کمزوری سے چلا نہیں جارہا تھا ، سیدنا علیؓ اور سیدنا عباسؓ کے کندھوں کے سہارے داخل ہوئے ، حال یہ تھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ ان دونوں بزرگوں کے کندھوں پر تھے اور پیر زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے ۔ وفات سے چار دن پہلے تک امت کو پانچوں نمازیں بیٹھ کر پڑھاتے رہے ، جمعرات کے دن بعد نماز ظہر آپ انے اپنے آپ کو امت کے سامنے یہ فرماتے ہوئے قصاص کے لئے پیش کیا کہ جس شخص کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو ، وہ مجھ سے اپنا بدلہ لے لے۔اس دن آپ انے مغرب کی نماز پڑھائی ، جب نماز عشاءکے لئے باہر نکلے تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہوئی ، جب یہ کیفیت دور ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیق صکو حکم دیا کہ وہ امت کو نماز پڑھائیں ۔

وفات سے دو دن پہلے آپ ﷺ نے اپنی طبیعت میں کچھ بہتری محسوس فرمائی ، تو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے ، اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بائیں جانب بیٹھ کر نماز ظہر کی امامت فرمائی ، عالم یہ تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی الله عنه کھڑے ہوکر آپ ﷺ کی اقتداءکررہے تھے اورلوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی الله عنه کی اقتدا کررہے تھے

وفات سے ایک دن پہلے دنیا نام کی کوئی چیز گھر میں رہنے نہ دی ، جتنے غلام تھے سارے کے سارے آزاد کردئے ، جو ہتھیار پاس تھے وہ امت کے لئے ہبہ کردیا ، ام المومنین سیدہ عائشہ سے پوچھا کہ گھر میں کہیں کوئی دینار ودرہم تو نہیں ہیں ، تلاشنے کے بعد چھ یا سات دینار نکلے جنہیں وہ کہیں رکھ کر بھول گئی تھیں ، آپ ﷺ نے فورا انہیں صدقہ وخیرات کردینے کا حکم دیا ، زندگی کی آخری رات جو اس دنیا میں بسر کی

وہ اس طرح کہ اُس رات گھر میں دیا جلانے کے لئے تیل تک میسر نہیں تھا،سیدہ عائشہؓ پڑوسی سے تیل ادھار لائیں تب اس رات نبی پاک اکے گھرکا چراغ جلا ۔

سموار کے دن کی صبح....جو وفات کا دن تھا .... طبیعت ہلکی محسوس ہوئی، حجرہءمبارکہ مسجد سے ملا ہوا تھا، پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداءمیں نماز ادا کررہے تھے ، دیکھ کر مسکرائے ، لوگوں نے آہٹ پاکر خیال کیا کہ آپ امسجد میں آنا چاہتے ہیں ، خوشی سے لوگ بے قابو ہوگئے ، قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں ،سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہجو امام تھے ،انہوں نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں ، لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے روکا اور حجرے میں داخل ہوکر پردے گرالئے....یہ وہ الوداعی نظر تھی جو آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے امت پر ڈالی اس دن رسول اکرمﷺ کا جسم اطہر بخار سے ِتپ رہا تھا اور آپ بے چینی کی کیفیت میں.... اپنا ہاتھ مبارک ساتھ رکھے ہوئے ایک پتھر کے برتن میں ڈبورہے تھے اور اپنے چہرے اور پیشانی کو پونچھ رہے تھے ، سیدہ فاطمہ اپنے والد محترم کی اس تکلیف کو دیکھ کر بے چین ہو گئیں ، کہنے لگیں :"واکرب اباہ " ہائے میرے باپ کی تکلیف ۔ آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا : "لیس علی ابیک کرب بعد الیوم یا بنیة ،، میری بچی ! آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ۔(بخاری) پھر آپ نے حسن حسین کوچومااور ازواج مطہرات کوبلاکروعظ ونصیحت کی ۔

آپ نے چہرے پر ایک چادر ڈال رکھی تھی ،جب سانس پھولنے لگتا تو چہرے سے ہٹا دیتے ،اسی حالت میں آپ نے فرمایا: لعنة اللہ علی الیھود و النصاری اتّخذوا قبور انبیائھم مساجد" یہود اور نصاری پر اللہکی لعنت ہو ' جنہوں نے اپنے انبیاءکی قبروں کو مسجد بنالیا " ۔مقصود....اُن کے جیسے کام سے روکنا تھا ....پھر فرمایا: سرزمین عرب میں دو دین باقی نہ رہنے دئیے جائیں ۔ اُس کے بعد کئی بار فرمایا:الصلاة الصلاة وماملکت ایمانکم "نماز کا خیال رکھنا ،نماز کی پابندی کرنا،اوراپنے ماتحت غلاموں کے ساتھ اچھا برتاو کرنا"۔

پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی ،حضرت عائشہ ؓ نے آپ کو اپنے سینے اور گلے کے درمیان سہارا لے کر ٹیک لیا، پانی سے بھرا ہوا پیالہ پاس رکھوالیا ، اس پر ہاتھ ڈالتے اور تر ہاتھ چہرہءمبارکہ پر پھیرلیتے، زبان مبارکہ پر آہستہ آہستہ یہ الفاظ جاری تھے : ‘‘لاالہ الاّ اللہ انّ للموت سکرات ‘‘ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور موت کے لیے سختیاں ہیں ۔کبھی چادر چہرہ مبارک پر ڈال لیتے اور کبھی اتار دیتے،اسی دوران حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مزاج پرسی کے لئے آئے ، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی ، آپ اکی نگاہیں مسواک پر جم گئیں ،سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کو مسواک کی خواہش ہے انہوں نے مسواک کا سر چبایا اور اسے کچل کر نرم کیا ، پھر آپ ا کو دے دیں، آپ نے اس سے مسواک کیا ، یہاں تک کہ وہ آپکے ہاتھ سے گرگئی ۔سہ پہر کو سینہءمبارک میں سانس کی گڑگڑاہٹ محسوس ہونے لگی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:قبض روح کا وقت آیاتو آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے پر ٹکا ہوا تھا ، اس حالت میں آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی ، جب افاقہ ہوا تو آپ اکی نگاہ مبارک چھت کی طرف اٹھی اور فرمایا : اے اللہ ! مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچادے ،اے اللہ ! رفیق اعلیٰ‘‘ ۔ یہ فقرہ تین بار دہرایااورروح پرواز کرگئی ۔یہ سموار کا دن ،ربیع الاول کی 12تاریخ اورہجرت کا گیارھواں سال تھا ۔اُس وقت آپ کی عمر شریف 63سا ل پوری ہوچکی تھی ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔یہ تھا کائنات کا سب سے عظیم سانحہ ،....نہایت تاریک ، المناک اور افسردہ دن....

محترم قارئین !انہیں چند کلمات پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں ، سیرت طیبہ کی جھلکیوں کے آخری حلقہ میں کل ٹھیک اِسی وقت ان شا ءاللہ پھر ملیں گے ۔ تب تک کے لیے اجازت دیجئے ۔ اللہ حافظ